إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا

زلزلہ

مشاہدات و واقعات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ العالی

مکتبہ ملت دیوبند
یوپی ۲۴۷۵۵۴ (الہند)

مشاہدات وواقعات

از افادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی مجددی

مکتبہ ملت دیوبند
یوپی ۲۴۷۵۵۴ (الہند)

نام کتاب ——— روئدہ مشاہدات وواقعات

مؤلف ——— حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی مدظلہ

باہتمام ——— مولانا انعام الحق قاسمی

:- ملنے کا پتہ -:

مکتبہ ملت دیوبند

MAKTABA MILLAT
DEOBAND-247554 DISTT. SAHARANPUR (U.P.)
PHONE: 01336-226268 (off.) 223288 (resi.)

فہرست

عرض مرتب

18 اکتوبر 2005 (۳ رمضان ۱۴۲۶ھ) کی صبح وطن عزیز پر جو مصیبت ٹوٹی وہ محتاج بیاں ہے نہ قابل بیاں ہے۔ ۸ بج کر ۵۲ منٹ پر صدی کا بدترین زلزلہ آیا جس نے کشمیر و سرحد کے پہاڑوں کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ چشم زدن میں ایک لاکھ سے زائد نفوس راہی عدم ہوئے، جو بچ گئے وہ بے گھر ہوئے، اور لاکھوں ہیں جو زخمی و اپاہج ہوئے۔ بے شک یہ ایسا سانحہ ہے جس پر دل سوگوار ہیں، آنکھیں اشک بار ہیں اور لب رو بہ پکار ہیں۔

کتنی مشکل زندگی ہے کس قدر آساں ہے موت
گلشن ہستی میں مانند نسیم ارزاں ہے موت
زلزلے ہیں، بجلیاں ہیں، قحط ہیں، آلام ہیں
کیسی کیسی دختران مادر ایام ہیں
کلبۂ افلاس میں، دولت کے کاشانے میں موت
دشت و در میں، شہر میں، گلشن میں، ویرانے میں موت

اس سانحہ دل فگار پر اہل بیان نے قوم کو بہت کچھ کہا ہے اور اہل قلم نے بہت کچھ لکھا ہے۔ اس موقع پر اہل درد حضرات تو ہر دیدۂ تر کو دیدۂ عبرت بنانے میں کوشاں ہیں اور چاہتے ہیں کہ قوم کو خواب غفلت سے جگایا جائے اور اللہ تعالیٰ کو منایا جائے تا کہ اللہ کی رحمت متوجہ ہو اور ہم سے یہ خدائی عذاب ٹل جائیں۔ لیکن بعض نام نہاد دانشور ہر چشم نم کو فقط چشم تماشا بنا رہنے تک محدود رکھنا چاہتے

ہیں۔ وہ قوم کو باور کرا رہے ہیں کہ یہ Natural Phenomena قدرتی تبدیلیاں ہیں جو کرۂ ارض پر آتی رہتی ہیں، اسے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے تعبیر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں اور نہ توبہ کرنے کی ضرورت ہے۔ بہر حال فکر اپنی اپنی ظرف اپنا اپنا۔

ہمارے حضرت محبوبی و مرشدی مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی دامت برکاتہم نے بھی ان سوگوار لمحات میں اپنے دل کا غم متعدد مقامات پر بیان فرمایا۔ ان کا اپنا ایک انداز ہے۔ اس میں انہوں نے اس حادثے کے تناظر میں قرآن و حدیث کے معارف، تاریخی حالات و واقعات، اپنے مشاہدات، سائنس اور قدرت کی تطبیق اور آئندہ کا لائحہ عمل الغرض کہ مختلف پہلوؤں سے قوم کی رہنمائی فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق شامل ہوئی اور عاجز کو حضرت کی ان موتیوں جیسی باتوں کو آپ تک پہنچانے کا موقع ملا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کاوش کو قبول فرمائے اور اسے فقیر کیلئے صدقۂ جاریہ بنائے۔ آمین ثم آمین

دعاؤں کا طالب

ڈاکٹر شاہ محمد مسعود نقشبندی عفی عنہ

زلزلہ......مشاہدات وواقعات

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَکَفٰی وَ سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○
ظَھَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ بِمَا کَسَبَتْ اَیْدِی النَّاسِ
سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ○ وَ سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ○
وَ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ○
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

جیسے اعمال ویسے حالات

انسان اس دنیا میں اللہ رب العزت کا نائب، اللہ رب العزت کا خلیفہ اور اس کی صفات کا مظہر اتم ہے۔ جیسے اس کے اعمال ہوتے ہیں ویسے ہی اللہ تعالیٰ اس پر حالات بھیجتے ہیں۔ اعمال سنور جاتے ہیں تو حالات بھی سنور جاتے ہیں، جب اعمال بگڑ جاتے ہیں تو حالات بھی بگڑ جاتے ہیں۔

جب کہا میں نے کہ یا اللہ تو میرا حال دیکھ
حکم آیا میرے بندے نامۂ اعمال دیکھ

لہٰذا اگر تو انسان نیکی اور تقویٰ کی زندگی اختیار کر لے، اپنے رب کے حکموں کو اپنے اوپر لاگو کر لے تو اللہ تعالیٰ اس پر رحمتوں اور برکتوں کے دروازوں کو کھول دے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَوْ اَنَّ اَھْلَ الْقُرٰی اٰمَنُوْا وَ اتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَیْھِمْ بَرَکٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ (الاعراف:۹۶)

[اگر یہ بستی والے ایمان لاتے اور تقویٰ کو اختیار کرتے، ہم آسمان اور زمین سے ان کے لئے برکتوں کے دروازے کھول دیتے]

اور اگر یہ انسان اللہ رب العزت کے حکموں سے اعراض کرے اس کی نافرمانیاں کرے تو اس پر مصیبتوں اور پریشانیوں کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ

[خشکی اور تری میں جو بھی فساد نظر آتا ہے انسانوں کے اپنے ہاتھوں کی کمائی ہے] (روم:۴۱)

کئی مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ انسان حالات سے پریشان ہو کر اللہ رب العزت کے شکوے شروع کر دیتا ہے۔ یہ نہیں دیکھتا کہ رزق کی تنگی کے اسباب میں نے خود پیدا کر دیے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا. (طٰہٰ: ۱۲۴)

[جو میرے ذکر سے میرے قرآن سے اعراض کرے، ہم اس کی معیشت کو تنگ کر دیتے ہیں]

ایک عظیم سانحہ

آج ہماری قوم ایک بہت بڑی آزمائش سے دوچار ہے۔ قوم پر ایک بڑی ابتلاء آگئی۔ صدی کا بدترین زلزلہ تھا جو ہمارے شمالی علاقوں میں آیا جس نے ہزاروں ہنستے بستے گھروں کو اجاڑ ڈالا ہزاروں لوگ لقمہ اجل بن گئے اور لاکھوں بے گھر ہو گئے۔ ذرا سوچیں تو ۸ اکتوبر کا یہ دن بھی معمول کے دنوں میں سے ایک دن تھا۔ دن طلوع ہوا تو کون جانتا تھا کہ آج ہماری بستیاں ہمارا قبرستان بن جائیں گی۔ بچے روز کی طرح اپنے یونیفارم پہن کر سکول گئے۔ مائیں انہیں سکول بھیج کر گھروں مطمئن بیٹھی تھیں۔ سرکاری دفاتر میں معمول کے مطابق کام ہو رہا تھا۔ شہروں اور بستیوں کے

بازار روز کی طرح اپنے کاروبار کا آغاز کر رہے تھے۔ فوج کے سپاہی بھی اپنی اپنی ڈیوٹیوں پر چاک و چوبند تھے۔ اللہ تعالیٰ نے تھوڑا سا زمین کو ہلا دیا تو سب کچھ ملیا میٹ ہو گیا۔ یہ زلزلہ اپنے پیچھے نہ جانے کتنی ایسی داستانیں چھوڑ گیا جن پر دل غمزدہ ہیں اور آنکھیں رو رہی ہیں۔

چمن اجاڑ کر آندھی تو جا چکی لیکن
پرندوں شاخوں پہ بیٹھے ہیں سوگوار اب بھی

ہم اپنے دل کا غم کس کو سنائیں اور درد کا نوحہ کس سے کہیں کہ یہ ہماری اپنی شامت اعمال ہے۔ تاہم اپنے دل کا غم ہلکا کرنے کیلئے کچھ باتیں آپ کے سامنے بیان کی جاتی ہیں شاید کہ کسی کو کچھ فائدہ ہو جائے۔

زلزلوں کی تاریخ

یہ زلزلے اس امت میں بہت آئے۔ علامہ ابن جوزیؒ نے اس کے اوپر مستقل ایک کتاب لکھی ہے۔ اس میں انہوں نے دنیا کے اوپر جو مصائب اور حوادث پیش آئے ہیں انکو قلمبند کیا ہے۔

چنانچہ اس میں وہ فرماتے ہیں کہ ۲۰ ہجری میں حضرت عمرؓ کے زمانے میں بھی یہ زلزلہ آیا۔ جس کو انہوں نے اس طرح روکا کہ زمین پر ایڑی ماری اور فرمایا، زمین تو کیوں ہلتی ہے کیا عمر نے تیرے اوپر عدل قائم نہیں کیا؟ اور زمین کا زلزلہ رک جاتا ہے۔

پھر ۹۵ ہجری میں بھی زلزلہ آیا اور یہ زلزلہ ۴۰ روز تک آتا رہا۔ اندازہ کریں کہ ۴۰ دن تک۔ ایک شہر تھا انطاکیہ وہ پورا کا پورا شہر ہی زمین کی ہستی سے ختم ہو گیا۔

۲۲۳ ہجری میں فرغانہ شہر کے اندر زلزلہ آیا اور پورے شہر کی چھتیں زمین بوس ہو گئیں اور پورے شہر میں سے صرف ایک آدمی باقی بچا۔ باقی سب کے سب آدمی موت کی نذر ہو گئے۔

۲۳۸ ہجری میں متوکل باللہ کے دور میں ایک جگہ پر پتھروں کی بارش ہوئی اور ایسی مصیبت آئی کہ موصل شہر کے اندر ڈیڑھ لاکھ آدمی موت کے منہ میں چلے گئے۔
پھر ۲۴۲ ہجری میں دامغان میں زلزلہ آیا جس میں تقریباً پچیس ہزار آدمی فوت ہوئے۔

۲۴۵ ہجری میں ایک بستی پر آسمان سے سفید اور سیاہ پتھروں کی بارش برسائی گئی۔ ایک دفعہ مجھے بنگلہ دیش جانے کا موقع ملا۔ تو مجھے وہاں ایک علاقہ دکھایا گیا جہاں ایک مرتبہ پتھروں کی بارش ہوئی تھی، اتنے موٹے موٹے پتھر تھے جو ایک جگہ پر انہوں نے کہیں رکھے ہوئے تھے۔ میں دیکھ کر حیران ہو گیا کہ اتنے موٹے پتھر اس جگہ پر جب برسائے گئے ہوں گے تو اس جگہ پر رہنے والوں کا کیا حال ہوا ہوگا۔
۳۱۹ ہجری میں حجاج کا دور ہے، ایک قافلہ حج کے لئے چلا اور راستہ بھول گیا۔ قافلے کے لوگ کہتے ہیں کہ راستہ بھول کے ہم ایک ایسی بستی میں گئے جہاں کے سب کے سب لوگ ہمیں پتھر بنے ہوئے ملے۔ انسان بھی پتھر، حیوان بھی پتھر، مرد بھی، عورتیں بھی۔ حتیٰ کہ تندور پر روٹی لگاتی ہوئی ایک عورت وہ بھی پتھر بن گئی اور جو روٹی اس نے لگائی اس کو بھی پتھر بنا ہوا دیکھا۔ پوری بستی پر اللہ تعالیٰ کا ایسا عذاب آیا۔
۱۹۱۷ء میں ہندوستان میں زلزلہ آیا جس میں تین لاکھ آدمی مرے۔
۱۹۲۰ء میں چین میں زلزلہ آیا، ایک لاکھ آدمی مرے۔
۱۹۲۳ء میں جاپان میں زلزلہ آیا جس میں دو لاکھ آدمی مرے۔
۱۹۳۵ء میں کوئٹہ میں زلزلہ آیا پورے کا پورا شہر زمین بوس ہو گیا۔ چھتیس ہزار آدمی مرے۔

ایک زلزلے کا مشاہدہ

اور ایک ۱۹۹۳ء میں ایک زلزلہ کیلیفورنیا (امریکہ) میں آیا اس کے کچھ حالات اس فقیر نے اپنی آنکھوں سے دیکھے۔ وہ زلزلہ تین منٹ کا تھا۔ کیا زلزلہ تھا، اللہ اکبر

لوگوں کی آنکھیں اس وقت کھلیں جب کہ وہ زمین کے اوپر پڑے ہوئے تھے۔ یعنی اکثر لوگوں نے یہ بتایا کہ زلزلے کی شدت اتنی تھی کہ وہ بستر سے اچھل کر جب زمین پر آ پڑے تب ان کو محسوس ہوا کہ زلزلہ آیا ہے۔ زلزلے کا جو مرکز تھا، وہ جگہ ہم نے جا کر دیکھی۔ عجیب بات دیکھئے کہ ایک مسجد تھی جو اس سے کوئی ۲۰ میٹر کے فاصلے پہ ہوگی یعنی مسجد کی دیوار اور چند قدم کے فاصلے پر زلزلے کا مرکز تھا۔ اللہ تعالیٰ کی شان، مسجد کی اینٹ بھی نہ گری اور پورے شہر میں جو بڑی بڑی عمارتیں تھیں وہ زمین پر آ گریں۔ ایک جگہ پر تو عجیب معاملہ پیش آیا، ڈیڑھ میل لمبی دریا کے اوپر پل بنی ہوئی تھی۔ وہ ڈیڑھ میل پوری کی پوری پل جیسے بچہ کینڈی کھا کے اس کا ریپر پھینک دیتا ہے تو زلزلے نے پورے پل کو اٹھا کر ایک طرف پھینک دیا۔ جو لوگ گاڑیوں کے اندر ہوتے ہیں، ان کو پتہ نہیں چلتا کہ زلزلہ آرہا ہے یا نہیں کیونکہ وہ پہلے ہی حرکت میں ہوتے ہیں۔ تو ان کو پتہ ہی نہیں چلا، اب وہ رو میں آگے جا رہے تھے اور ان کی پوری کی پوری گاڑیاں دریا کے اندر جا رہی تھیں۔ کتنے سو گاڑیاں جب دریا میں جا گریں تب پتہ چلا چلانے والوں کو کہ آگے پل موجود ہی نہیں ہے۔

میں نے چوکوں کے اوپر لکھا ہوا دیکھا Oh God,Oh God (اے خدا! اے خدا!)۔ اتنا بڑا بڑا، پچاس پچاس فٹ بڑے بڑے جیسے سائن بورڈ ہوتے ہیں، اتنا بڑا بڑا لکھا ہوا تھا۔ میں نے اپنے دوست سے پوچھا کہ بھئی! یہ لکھنے کا کیا مطلب؟ انہوں نے کہا کہ جی اتنا نقصان ہوا کہ اب حاکم بھی پریشان اور انہوں نے اپنے پادریوں سے کہا کہ بھئی کچھ اللہ تو بہ کرو تا کہ کچھ مصیبت سے نجات ملے۔ تو ان پادریوں نے چوکوں کے اوپر Oh God لکھوایا ہے تا کہ لوگوں کو خدا یاد آ جائے۔ بندے کو اپنی اوقات یاد آ جاتی ہے جب اللہ رب العزت بندے کو جگاتے ہیں۔ اس زلزلے کی وجہ سے زمین کے اندر ایک دراڑ پڑ گئی۔ اس دراڑ کو بھی ہم نے خود جا کر اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ صاف نظر آتا تھا کہ ادھر کی زمین ادھر اور ادھر کی ادھر۔ اور وہ کتنی گہری تھی، میلوں کے حساب سے، اس کا پتہ بھی نہیں تھا۔ تو مجھے لے جانے

والے انجینئر نے کہا کہ حضرت جی! آپ کو ایک بات بتاؤں۔ میں نے پوچھا کیا، کہنے لگا کہ ایک اور زلزلہ متوقع ہے اور اس کا نام سائنسدانوں نے Big One رکھا ہوا ہے، بڑا زلزلہ۔ اور وہ کہتے ہیں کہ جب وہ آئے گا نا، تو زمین کے اندر جہاں جہاں دراڑ پڑ چکی تو یہ پورا کا پورا علاقہ سمندر کے اندر چلا جائے گا۔ میں نے پوچھا علاقہ کون سا؟ وہ کہنے لگے، یہ وہی علاقہ ہے جہاں پوری دنیا کی فلموں کا مرکز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو پہلے ہی الگ کر لیا ہے۔ جب چاہیں گے اس کو سمندر کے حوالے کر دیں گے۔

بگولوں (سائیکلون) کا طوفان

مجھے ایک علاقے میں جانے کا موقع ملا۔ مجھے لوگوں نے وہاں بتایا کہ حضرت! آپ نے اس علاقے میں پروگرام تو دے دیا ہے مگر اس علاقے میں بگولے بہت آتے ہیں۔ بگولا سمجھتے ہیں نا، ہوا چلتی ہے ایک دائرے میں اتنی زیادہ کہ کوئی حد نہیں۔ تو اس نے کہا کہ حضرت جب بگولا آئے تو آپ نے گاڑی کھڑی کر کے زمین پر لیٹ جانا ہے۔ پوچھا کہ کیوں؟ کہنے لگے کہ ابھی کچھ مہینے پہلے وہاں پر یہ ہوا کا بگولہ آیا اور اس بگولے کا جو گھیر تھا وہ تین سو کلومیٹر تھا۔ اس نے ایک جگہ سے کار کو اٹھایا اور اسے تین سو کلومیٹر دور پھینک دیا۔ کچھ کاریں ایسی تھیں جو درختوں کی شاخوں میں لگی ہوئی ملیں۔ ایسا بگولہ، اللہ اکبر۔ لوگ سفر کر رہے ہیں ان کو پتہ بھی نہیں چلتا اور ہوا کا بگولہ آتا ہے اور ان کی کار کو اٹھا کر درختوں کی شاخوں پر جا کر ڈال دیتا ہے۔ تین سو کلومیٹر دور جا کر پھینک دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جب اپنی قدرت دکھاتے ہیں نا، پھر بندہ اپنے آپ کو بے بس محسوس کرتا ہے۔

سونامی طوفان

ابھی قریب کے زمانے میں سونامی نام کا جو بحری طوفان آیا اس نے انڈونیشیا

اور گردونواح کے ساحلی علاقوں میں خوفناک تباہی مچادی۔ دولاکھ بیس ہزار انسان لقمہءاجل بنے اور مالی نقصان کا اندازہ ہی نہیں لگا سکتے۔ جس جگہ یہ طوفان آیا اس جگہ سے سینکڑوں میل دور عذاب دینے والی یہ سمندری لہریں تخلیق ہوتی ہیں، وہ سینکڑوں میل کا سفر ایک خاص لیول کی گہرائی کے اندر طے کرتی ہیں اور اس دوران وہ راستے میں آنے والی کسی چیز کشتیاں ہوں یا بحری جہاز ان کیلئے خطرہ نہیں بنتیں لیکن جس جگہ کی تباہی اللہ نے مقدر کردی تھی وہاں پہنچ کر وہ پچاس فٹ تک بلند ہوتی ہیں اور شہروں اور آبادیوں کو غرق کردیتی ہیں۔

ایک جگہ پر سونامی جو گاؤں تھا اس کا ایک بندہ مجھے ملا۔ کہنے لگا کہ حضرت، میں آپ کو آنکھوں دیکھا حال سناؤں۔ جو اس نے حال سنایا ہمارے تو رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ واقعی انسان کتنا غافل ہے۔ ایسے واقعات دیکھ اور سن کر تھوڑی دیر کے لئے بیدار ہوتا ہے اور پھر دنیا کا نشہ ایسا چڑھتا ہے کہ میٹھی نیند سو جاتا ہے، احساس ہی نہیں ہوتا۔

کترینا اور ریٹا طوفان

ابھی ایک ماہ پہلے کترینا اور ریٹا طوفان نے امریکہ کی بعض ریاستوں میں تباہی مچادی۔ حالانکہ امریکہ میں "ناسا" جیسا جدید ترین ادارہ ہے جس کے ماہرین کا یہ دعویٰ ہے کہ جو کچھ زمین کے اندر ہے اور جو کچھ زمین کے باہر ہے وہ سب ہر وقت ہماری آبزرویشن (مشاہدے) پر ہے۔ لیکن عجیب بات کہ وہ اس ہولناک طوفان کے رخ اور شدت کو قبل از وقت سمجھ ہی نہ سکے۔ وہ اس وقت جاگے جب یہ ان کے سر پر پہنچ گیا۔ چنانچہ "نیو اورلینز" امریکہ کا ایک بڑا شہر ہے، پانی اس پر چڑھ دوڑا اور یہ پورے کا پورا اس میں غرق ہو گیا۔ پچیس ہزار افراد لقمہءاجل بن گئے اور ڈیڑھ لاکھ عمارتیں برباد ہو گئیں۔ جب اللہ تعالیٰ کی حکمت غالب آتی ہے تو وہ بڑے بڑوں کو تھکا ڈال دیتے ہیں۔

زلزلہ آنے کی وجوہات

یہ زلزلے آخر کیوں آتے ہیں۔ اس کی دو وجوہات ہوتی ہیں، طبعی وجوہات اور شرعی وجوہات۔

طبعی وجوہات

اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کو اسباب کے تحت بنایا ہے۔ جو بھی ارضی و سماوی آفات آتی ہیں وہ طبعی اصولوں اور طبعی اسباب کے تحت ہی آتی ہیں۔ سائنس ان کو Explain (وضاحت) کرتی ہے۔ سائنسدان اپنی ریاضیاتی مساواتوں اور فارمولوں کو لاگو کر کے یہ بتا سکتے ہیں کہ طوفانی لہروں کی ممکنہ سپیڈ قوت اور اونچائی کیا ہو سکتی ہے۔ جغرافیہ دان یہ بتا سکتے ہیں کہ زمین کی کن پلیٹوں کے ہل جانے سے یہ زلزلہ آیا ہے۔

مثلاً آج کی سائنس زلزلہ کی جو وجہ بیان کرتی ہے وہ یہ کہ جب سے زمین بنی اس کے مرکز کے اندر اس وقت سے آگ موجود ہے۔ لوہا جس وجہ حرارت پر پگھل جاتا ہے اس سے بھی زیادہ گرمی زمین کے اندر موجود ہے۔ جتنا زمین کی گہرائی میں جائیں گے حدت بڑھتی چلی جائے گی۔ اس گرمی کی وجہ سے بسا اوقات زمین کے اندر سکڑاؤ اور پھیلاؤ پیدا ہوتا ہے اور مختلف جگہیں اپنی جگہ چھوڑتی ہیں۔ زمین کی ان پلیٹوں کے ہلنے کی وجہ سے زلزلے آتے ہیں۔

سائنس کی ناکامی

حقیقت یہ ہے کہ سائنس کا دائرہ کار محدود ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی مشیت غالب آتی ہے تو سائنس بھی ہاتھ جوڑ دیتی ہے۔ وہ کیسے؟ سائنس پڑھنے والے حضرات یہ جانتے ہیں کہ جتنے بھی سائنسی اصول اور مساواتیں ہوتی ہیں ان میں کچھ پیرامیٹرز اور کچھ Variable (متغیر) ہوتے ہیں جن کو حل کر کے متعلقہ نتیجہ تک

پہنچنے ہوتا ہے۔ ان پیرامیٹرز کی تخلیق اور ان میں تبدیلی یہ کسی بندے کے اختیار میں نہیں ہوتی یہ اللہ ہی کی اختیار میں ہوتی ہے۔ کسی ایک پیرامیٹر میں تھوڑی سی بھی تبدیلی نتیجے کو کچھ کا کچھ کا بنا دیتی۔ سائنسدان ان کا حساب تو کر سکتے ہیں لیکن ان کو تخلیق کر سکتے ہیں نہ تبدیل کر سکتے ہیں اور نہ پیدا ہونے سے روک سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سائنس باوجود اتنی ترقی اور ریسرچ کے صرف یہ بتا سکی ہے کہ طوفان کیوں اور کیسے آیا ہے؟ لیکن اس سے جو تباہی مقدر ہوتی ہے وہ اسے روک نہیں سکتے۔ دیکھ لیں امریکہ جیسا ترقی یافتہ ملک جو اپنے آپ کو سپر پاور کہتا ہے وہ بھی اپنی ریاستوں کو اس تباہی سے نہ بچا سکا۔ اللہ کی مشیت غالب آئی تو وہ بھی دوسروں سے امداد کی بھیک مانگنے پر مجبور ہو گیا۔

اسی طرح سائنس زلزلے کا مرکز زلزلے کی شدت اور گہرائی تو بتا سکتی ہے۔ لیکن کب آئے گا؟ اور کہاں کہاں کتنی تباہی پھیلائے گا اس بارے میں باوجود اتنی ریسرچ کے سائنس گنگ ہو جاتی ہے۔

قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ وَ اِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ (الملک ۲۶)

[کہہ دو کہ اس کا علم تو فقط اللہ ہی کے پاس ہے میں تو صرف ڈرانے والا ہوں]

شرعی وجوہات

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ زمین کے کس حصے کی پلیٹیں ہلتی ہیں؟ اور کب ہلتی ہیں؟ یہ پلیٹیں روز روز کیوں نہیں ہلتیں؟ کیا کوئی اندھا قانون ہے جو ان کو ہلاتا ہے؟ ان سوالوں کا جواب ہمیں شریعت دیتی ہے۔

شریعت یہ کہتی ہے کہ طبعی اسباب اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت ہیں اللہ تعالیٰ بندوں سے خوش ہوں تو اسباب بندے کے موافق ہو جاتے ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ ناراض ہوں تو اسباب بھی ناموافق ہو جاتے ہیں۔ بسا اوقات کسی جگہ کے لوگوں کے اعمال خراب ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کو وہ ناراض کر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے ان بندوں کی

تنبیہ کے لئے اور انہیں مزہ چکھانے کے لئے زمین کو حکم دے دیتے ہیں کہ تھوڑا ان کو جھٹکا دے دو تو زمین جھٹکا دے دیتی ہے۔ یا سائنس کی زبان میں یوں کہنا چاہیے کہ جب اللہ تعالیٰ بندوں سے خوش ہوتے ہیں تو جغرافیائی اور ماحولیاتی پیرامیٹرز کو بندوں کے موافق بنا دیتے ہیں اور جب ناراض ہوتے ہیں پیرامیٹرز میں ایسی تبدیلی آتی ہے کہ لوگ آفات میں جکڑے جاتے ہیں۔ چنانچہ اللہ رب العزت قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ۚ وَ مِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۚ وَ مِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ۚ وَ مِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا ۚ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَ لٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ (العنکبوت ۴۰)

[سو ان سب کو پکڑا ہم نے ان کے گناہوں کے سبب۔ سو ان میں کچھ ایسے تھے کہ بھیجی ہم نے ان پر پتھراؤ کرنے والی ہوا۔ اور کچھ ایسے تھے کہ انہیں ایک زبردست دھماکے نے آلیا۔ اور کچھ ایسے تھے کہ دھنسا دیا انہیں ہم نے زمین میں۔ اور کچھ ایسے تھے کہ جنہیں غرق کر دیا۔ اور اللہ نہیں ظلم کرتا بلکہ وہ خود ہی اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں]

ایک اور جگہ پر فرماتے ہیں:

وَ اِذَاۤ اَرَدْنَاۤ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا (اسراء: ۱۶)

[اور جب ہم ارادہ کرتے ہیں کسی بستی کو ہلاک کرنے کا، حکم کرتے ہیں اس کے خوشحال لوگوں کو سو وہ نافرمانیاں کرتے ہیں بس پھر ہماری بات ان کے بارے میں حق ہوتی ہے اور ہم پھر ان کو برباد کر کے رکھ دیتے ہیں]

یعنی جو ان کے صاحب استطاعت، مالدار لوگ ہوتے ہیں ان کو حکم دیتے ہیں کہ یوں دین پر زندگی گزارو، لیکن وہ نافرمانیاں کرتے ہیں اور فسق و فجور میں پڑ

جاتے ہیں، اللہ کے دین کو نافذ کرنے کی بجائے اپنی مرضی لوگوں پر مسلط کر دیتے ہیں۔ جس وجہ سے ان کو تباہ و برباد کر دیا جاتا ہے۔

ایک اور جگہ پر ارشاد فرماتے ہیں:

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰٓ اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّ يُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ (الانعام:۶۵)

[کہہ دو کہ وہ قدرت رکھتا ہے کہ بھیجے تم پر عذاب تمہارے اوپر سے اور تمہارے پاؤں کے نیچے سے یا تمہیں آپس میں گروہ گروہ کر کے بھڑا دے۔ دیکھو کہ ہم کس طرح ان کے سامنے اپنی نشانیوں کو الٹ پلٹ بدلتے ہیں تاکہ وہ سمجھ جائیں]

ہاں البتہ اگر لوگ نیک، تقویٰ، پرہیزگاری اور عبادت گزاری والی زندگی اختیار کرنے والے ہوں تو ان کو اللہ تعالیٰ ان آفات سے محفوظ رکھتا ہے۔ دلیل قرآن پاک سے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں

وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّ اَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ ۝

[اور نہیں ہے تیرا رب ایسا کہ ہلاک کرے کسی بستی کو اور اس بستی والے نیک کام کرنے والے ہوں]۔ (ھود:۱۱۷)

چنانچہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک مرتبہ احد پہاڑ پر موجود ہیں، یہ جو پہاڑ ہے جس کے بارے میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، احد ایسا پہاڑ ہے کہ یُحِبُّنَا وَ نُحِبُّهٗ، یہ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔

اس پہاڑ پر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام موجود ہیں، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ موجود، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ موجود، سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ موجود۔ اچانک پہاڑ کے اندر زلزلے کی کیفیت محسوس ہوئی، نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اے پہاڑ! تو کیوں ہلتا ہے؟ تیرے اوپر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہدا موجود ہیں۔ نبی علیہ السلام نے یہ ارشاد

فرمایا اور زلزلہ اسی وقت ختم ہو گیا۔

حضرت عمرؓ کا دور خلافت ہے اور حضرت عمرؓ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ کھڑے تھے کہ اچانک زمین ہلنے لگی۔ آپؓ نے زمین پر اپنا پاؤں مارا اور کہا کہ "اے زمین تو کیوں ہلتی ہے کیا عمر نے تیرے اوپر عدل قائم نہیں کیا" زلزلہ فوراً بند ہو گیا۔

تو معلوم ہوا کہ جب نیک لوگ ہوں گے تو طبعی طور پر بھی زلزلے آئیں گے تو روک دیئے جائیں گے۔ اور جب فسق و فجور بڑھ جائے گا پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے زلزلے آئیں گے اور بندوں کو اپنی اوقات یاد دلائیں گے۔ تو یقیناً برائیاں ہوتی ہیں، گناہ ہوتے ہیں جن کے یہ اثرات ہوتے ہیں۔ چنانچہ پہلی امتوں کو بھی ان کے گناہوں کی سزا مختلف کی صورت میں دی گئی۔

قوم شعیب پر عذاب

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم وہ قوم تھی جو ناپ تول میں کمی بیشی کرتی تھی۔ حضرت شعیب علیہ السلام ایک عرصہ تک ان کو سمجھاتے رہے۔ لیکن قوم باز نہ آئی آخر ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝ (الاعراف ۹۱)

سو آلیا ان کو تخت زلزلے نے اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے۔

اب آپ یہ سوچیں کہ ناپ تول میں کمی فقط دوکاندار بیٹھ کر کرتا ہے۔ وہ بھی ناپ تول میں کمی ہوتی ہے لیکن ناپ تول میں کمی تو ہر جگہ ہو رہی ہے۔ میاں بیوی کے درمیان اللہ تعالیٰ نے ایک حقوق کا میزان متعین کر دیا۔ آج بیوی خاوند کے حقوق پورے نہیں کر رہی، خاوند بیوی کے حقوق پورے نہیں کر رہا۔ اولاد اور ماں باپ کے درمیان حقوق کا میزان، پڑوسی اور پڑوسی کے درمیان میزان، مسلمان بھائی اور بھائی

کے درمیان میزان، چنانچہ اس سے نتیجہ کیا نکلتا ہے۔ ہر بندہ یہ چاہتا ہے کہ میں تو اپنا حق پورا لے لوں اور جب دینے کا وقت آئے تو مجھے حق پورا نہ دینا پڑے۔ یہ مطففین ہیں، ناپ تول میں کمی بیشی کرتے ہیں۔

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ۝ وَ اِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ۝ (المطففین: ۱تا۳)

[تباہی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کیلئے۔ وہ لوگ کہ جب لیتے ہیں لوگوں سے تو ناپ تول کر پورا لیتے ہیں۔ اور جب ناپتے ہیں ان کیلئے یا تول کر دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں]

لینے کا وقت آئے تو چاہتے ہیں، سب مجھے محبت دیں، سب پیار دیں، میرے تمام معاملات کو پورا کر دیں۔ اور جب خود حق دینے کا وقت آتا ہے تو کہتے ہیں کہ میرے اوپر کوئی پابندی نہیں ہونی چاہیے۔ یہ ناپ تول میں کمی بیشی ہے۔ تو قوم شعیب کے اوپر اگر اس وقت کے ناپ تول میں کمی بیشی پر زلزلہ آیا تو آج حقوق اللہ اور حقوق العباد میں جو ہم کمی بیشی کر رہے ہیں اس کی وجہ سے اگر یہ زلزلہ آگیا تو کون سی عجیب بات ہے؟

قوم موسیٰ پر عذاب

دیکھئے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ان کی قوم کے چالیس بندے گئے تھے کہ ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ سے کیسے ہم کلامی فرماتے ہیں۔ چلے گئے، جب اللہ تعالیٰ نے ہم کلامی فرمائی تو پھر کٹ حجتی کرنے لگے، حیلے بہانے بنانے لگے کہ ہمیں کیا پتہ کہ یہ اللہ تعالیٰ کی آواز ہے۔ جب انسان حق کو جھٹلاتا ہے نا، پھر اللہ تعالیٰ کو غصہ آتا ہے، غضب آتا ہے۔ اور آج بھی آپ دیکھیں کہ بعض لوگ ہوتے ہیں ان کے سامنے شریعت کی کوئی بات کی ہمارے جائے تو آگے سے کٹ حجتیاں کرتے ہیں، یہ جی ایسے کیوں ہے اور یہ ایسے کیوں ہے۔ جو بات عمل کرنے میں نفس پر بوجھ ہو تو

کہتے ہیں یہ تو مولویوں کی باتیں ہیں۔ ہم اپنی اوقات دیکھیں اور اپنی بات دیکھیں۔
چنانچہ ان لوگوں نے جب یہ الفاظ کہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں،

فَلَمَّآ اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ (الاعراف:۱۵۵)

[پس جب آ لیا ان کو زلزلے نے]

زلزلہ آیا اور ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے وہیں پر ہلاک کر دیا۔

قارون پر عذاب

قارون، حضرت موسیٰ کے زمانے کا ایک ارب پتی تھا۔ اسے جب نصیحت کرنے والوں نے نصیحت کی کہ اللہ نے تمہیں اتنا دیا ہے تم اللہ کا شکر ادا کرو اور بجائے دوسروں پر ظلم کرنے کے ان سے خیر خواہی کرو صدقہ خیرات کرو۔ وہ کہنے لگا کہ کیوں یہ مال تو میں نے اپنی قابلیت سے اور اپنے ہنر سے کمایا ہے، کسی نے میرے پر کوئی احسان نہیں کیا۔ آج قارون تو نہیں، قارون کا دل رکھنے والے بہت سارے لوگ موجود ہیں۔ جسم قارون کا نہیں ہے، لیکن ان کے سینے میں حسرتیں، آرزوئیں قارون والی ہی موجود ہیں۔ وہ بھی کیا کہتے ہیں؟

يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ قَارُوْنُ (القصص: ۷۹)

[اے کاش! ہمارے پاس بھی اتنا ہوتا جتنا کہ قارون کو ملا تھا]

ایک جیسا دماغ رکھنے والے، ایک جیسا دل رکھنے والے، جب اس کو ٹھوکر دینی پڑی تو وہ تڑپا اور آج جب اس امت کے قارونوں کو ٹھوکر دینی پڑتی ہے تو ان کو دکھ ہوتا ہے، پریشانی ہوتی ہے۔ ان کو بوجھ نظر آتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے کیا کیا؟ قارون کو اس کے خزانے سمیت زمین کے اندر دھنسا دیا۔ ارشاد فرمایا:

فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ (القصص: ۸۱)

[پس دھنسا دیا اسے اور اس کے گھر کو زمین میں]

دھنسنے کا منظر

یہ ہم کتابوں میں پڑھا کرتے تھے۔ اپنی زندگی میں ہم نے ایک جگہ دھنسی ہوئی زمین کا نظارہ بھی دیکھا۔ ایک ایسی جگہ پر گزر رہے تھے، وہاں زمین کا کچھ حصہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کی شان کہ وہاں جو چیز بھی رکھی جاتی ہے وہ زمین میں دھنس جاتی ہے۔ کسی نے درخت کی کوئی نو دس فٹ لمبی لکڑی کاٹی۔ اور اس لکڑی کو اس نے یوں کر کے پھینکا جیسے تیر پھینکتے ہیں، وہ زمین کے اندر جا کے لگ گئی۔ ریت کی زمین تھی، ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ چند منٹ کے اندر وہ دس فٹ کی لکڑی پوری کی پوری زمین کے اندر غائب ہو گئی۔ اس نے کہا کہ جی اس جگہ کے اوپر انسان، حیوان کوئی بھی آ جائے وہ زمین کے اندر چلا جاتا ہے۔ یا میرے اللہ! اتنا اس دن عبرت ہوئی کہ ہم اگر اپنی آنکھوں سے اس لکڑی کو زمین میں دھنسا ہوا دیکھ سکتے ہیں تو پھر قارون کو بھی تو اسی طرح رب نے دھنسا دیا ہو گا۔

چار طرح کے عذاب

احادیث میں اس امت پر چار طرح کے عذابوں کا تذکرہ ملتا ہے۔

خسف: زمین کے اندر دھنس جانا۔ انسان دھنس جائے، مکان دھنس جائیں، پوری بستی دھنسا دی جائے، ایسا بھی اس امت پر عذاب آئے گا۔

مسخ: کہ ایسے بھی کچھ لوگ ہوں گے کہ جن کی شکلیں مسخ کر دی جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ کا ان کے اوپر ایسا عذاب آئے گا۔

رجف: عربی میں رجف زلزلے کو کہتے ہیں تو زمین میں زلزلے کا آنا، اس طرح کا بھی عذاب دیا جائے گا۔

قذف: اور آسمان سے پتھروں کی بارش برسا دیا جانا۔ ایسا بھی اس امت میں ہو گا۔ تو چار طرح سے اس امت پر اس کے گناہوں کا وبال آ سکتا ہے۔

زلزلے کیوں آتے ہیں؟

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اس دنیا میں بغیر کسی گناہ کے سزا نہیں دیتے۔ وہ کوئی آج چودھویں صدی کے دفتر کے افسر کا ذہن رکھنے والے نہیں ہیں۔ آج کے دفتر کا افسر تو لوگوں کو دکھانے کے لئے، تنگ کرنے کے لئے، لوگوں کو پریشان کرتا ہے۔ اللہ رب العزت تو رحیم و کریم ذات ہیں، یہ بندوں کی اپنی نالائقی اور کوتاہی ہے کہ وہ اپنے عملوں سے اس رحیم و کریم ذات کو ناراض کر لیتے ہیں۔ انسانوں کے برے اعمال ہی زلزلہ آنے کی وجہ بنتے ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے پوچھا، ام المومنین! زلزلے کیوں آتے ہیں؟ انہوں نے ارشاد فرمایا کہ

جب عورتیں غیر مردوں کے لئے خوشبو استعمال کریں۔ یعنی خوشبو استعمال کرنے کا مقصد کیا ہو؟ خاوند کے لئے نہیں بلکہ غیر مردوں کے لئے خوشبو لگائیں۔ شادی کی تقریب ہے، سکول کی تقریب ہے، بازار خریداری کے لئے جانا ہے، غیر مردوں کی نیت سے عورتیں اپنے جسم پر خوشبو لگائیں گی۔

دوسرا فرمایا کہ جب عورتیں غیر محرم مردوں کے سامنے ننگی ہونے میں جھجک محسوس نہ کریں۔ یعنی زنا عام ہو جائے۔

اور تیسرا فرمایا کہ جب شراب اور موسیقی عام ہو جائے۔ تو یہ وہ گناہ ہیں کہ جن کی وجہ سے تم زلزلوں کی توقع رکھنا۔

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نے ایک عجیب بات کہی فرماتے ہیں:

مَا ظَهَرَ فِيْ قَوْمٍ الزِّنَا وَ الرِّبَا اِلَّا اَحَلُّوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَذَابَ اللّٰهِ

(الترغیب و ترہیب: ج ۳، ص ۸۵)

[جب کسی قوم کے اندر سود اور زنا، یہ دو چیزیں عام ہو جاتی ہیں، وہ اپنے آپ کو اللہ کے عذاب کے لئے پیش کر دیا کرتی ہے]

تو سود اور زنا کا عام ہونا اللہ کے عذاب کا سبب بن سکتا ہے۔

اپنا موازنہ کیجئے

دیکھئے کہ ان اقوال سے یہ معلوم ہوا کہ زنا، موسیقی، شراب اور سود جب کسی قوم میں عام ہو جائے تو وہ قوم اللہ کے عذاب کی مستحق ہو جاتی ہے۔ اب ہم ذرا اپنا موازنہ کریں کہ آج یہ چاروں چیزیں ہماری قوم کی گھٹی میں پڑ گئی ہیں یا نہیں؟

موسیقی عام ہوگئی

موسیقی تو ہماری قوم کے مزاج میں یوں رچ بس گئی ہے کہ اس کے بغیر کوئی کام ہوتا ہی نہیں۔ جب تک ساتھ بیک گراؤنڈ موسیقی نہ چل رہی ہو نہ ہمارے ہاتھ چلتے ہیں نہ دماغ چلتا ہے۔ اب تو کوئی شریف آدمی اس لعنت سے اپنے آپ کو بچانا بھی چاہے تو نہیں بچا پاتا۔ سفر میں جائیں تو ہر ویٹنگ لاؤنج میں موسیقی، ہر گاڑی میں موسیقی۔ دفتروں میں جائیں تو موسیقی، ٹیلی فون اٹھائیں تو موسیقی بازار شاپنگ کیلئے جائیں تو موسیقی اور اب تو مسجدوں میں نماز کیلئے جائیں تو وہاں بھی موبائلوں پر موسیقی بج رہی ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ ہم نے طواف کرتے ہوئے دیکھا کہ قریب ایک نوجوان بچہ تھا اس کی ٹیلی فون کال آئی تو ایک انڈین گلوکارہ کے گانے کی آواز طواف کے دوران وہ سن رہا تھا۔ الامان والحفیظ۔ یہ تو حال ہو گیا ہے ہمارا۔ پھر عذاب نہ آئیں تو کیا ہو۔

زنا عام ہو گیا

زلزلوں کے آنے کی ایک وجہ یہ بتائی گئی کہ زنا عام ہو جائے گا۔ آج ہم اپنے معاشرے کو دیکھ لیں زنا اور اس کے لوازمات کس قدر عام ہو گئے، عریانی فحاشی کس قدر عام ہو گئی۔ آج عورت گلی بازاروں میں عریاں ہو کر نکلتی ہے مردوں کو دعوت نظارہ دیتی ہے اپنی طرف مائل کرتی ہے۔ ماڈلنگ کے نام پر عورت کو عریاں سے عریاں تر

کر کے دکھانے کا باقاعدہ ایک کاروبار جاری ہے۔ ٹی وی و اخبار پہ حیا سوز اشتہارات سڑکوں چوراہوں پر عورت کے قدآدم پوسٹر عریانیت کے بازار کو گرم کرنے کیلئے کافی ہیں۔ دیکھیں کہ زنا کس قدر عام ہو گیا۔ ڈرامہ، تھیٹر اور سینما میں کیا کچھ نہیں ہوتا۔ ڈانس کلب کھلنا شروع ہو گئے ہیں۔ قحبہ گری کے اڈے خفیہ اور علانیہ قائم ہیں۔ بڑے بڑے ہوٹلوں میں شراب کے پیموں کے ساتھ جوانی بانٹی جاتی ہے۔ بڑے وڈیروں کے ڈیروں پر کس کس کی عصمت کو تار تار کیا جاتا ہے۔ اہل ہوس کا جی پھر بھی نہیں بھرتا وہ تو میراتھن ریس کا اہتمام چاہتے ہیں تاکہ بیچ بازار ننگا ناچ ناچا جائے۔

سنئے اور دل کے کانوں سے سنئے جس دن یہ زلزلہ آیا اس رات کو مظفر آباد کے ایک بڑے ہوٹل میں محفل موسیقی کا انعقاد کیا گیا جس میں نوجوان لڑکے اور لڑکیاں شریک تھیں۔ جب زلزلہ آیا تو وہ ہوٹل زمین بوس ہوا اور بعد میں اس ہوٹل کے ملبے سے لڑکے اور لڑکیوں کی نیم برہنہ لاشوں کو اٹھایا گیا۔ اب بتائیں یہ تو حال ہے اس روشن خیال قوم کا کہ رمضان المبارک کا مہینہ رحمت کا عشرہ اور بجائے اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے استفادہ کرنے کے اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دی جا رہی ہے اور کوئی ان کو روکنے والا نہیں۔ پھر عذاب نہ آئے تو اور کیا ہو۔

ٹی وی.....فروغ زنا کا بڑا ذریعہ

اللہ محفوظ فرمائے اس ٹیلی ویژن سے اس نے تو عریانی اور فحاشی کو ہر گھر کے بیڈ روم تک پہنچا دیا ہے۔ شیطان کے ایجنٹوں نے ایسے ایسے پروگرام بنانے شروع کر دیئے ہیں کہ ثقافت کے نام پر، فن اور آرٹ کے نام پر، تفریح اور معلومات کے نام پر فحاشی کا سلو پوائزن قوم کی رگوں میں اتارا جا رہا ہے۔ اور المیہ یہ کہ یہ سارا گند پھیلانے والے ایکٹروں (کرداروں) کو بہت بڑا ہیرو بنا کر پیش کیا جاتا ہے اور انہیں بڑے بڑے انعامات اور ایوارڈوں سے نوازا جاتا ہے۔ بہترین کارکردگی

دکھانے والی اداکاراؤں کو یعنی کہنا چاہیے کہ شریعت کی رو سے سب سے گھناؤنا کردار ادا کرنے والیوں کو پرائڈ آف پرفارمنس دیا جاتا ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ سوچنے کی بات ہے کہ جس قوم کے ہیرو اور قابل فخر یہ لوگ ہوں اس قوم پہ عذاب نہ آئے تو اور کیا ہو۔

سکرین...... آج کی قوم کا قبلہ

اور قوم نے بھی حد کردی وہ بھی ہر وقت سکرین سے ہی چمٹی رہتی ہے۔ ڈرامے اور فلمیں ہیں، کیبل ہے، انٹرنیٹ کی مصیبت ہے، ایسا لگتا ہے کہ جیسے قبلہ بدل گیا ہے۔ اب سکرین قبلہ بن گئی ہے۔ مؤمن کو حکم دیا گیا تھا دن میں پانچ دفعہ قبلے کی طرف متوجہ ہو متوجها الی جهة الكعبة الشريفة اور آج کے لوگوں نے اس سکرین کو اپنا قبلہ بنالیا۔ نماز پڑھیں نہ پڑھیں اس سکرین کے قبلے کی طرف روز توجہ کرکے بیٹھتے ہیں۔ کئی روزہ دار بھی روزہ رکھتے ہیں اور روزہ گزارنے کیلئے سارا دن سکرین کے سامنے بیٹھے فضولیات سے اپنا دل بہلاتے ہیں۔ اس کا نتیجہ کیا ہے؟ اعلانیہ گناہ بھی عام ہوتے جارہے ہیں اور خفیہ گناہ اس سے بھی زیادہ ہوتے جارہے ہیں۔

اور یہ انٹرنیٹ یہ عاجز تو انٹرنیٹ Internet کو Enter net کہتا ہے۔ یعنی (جال میں داخل ہو جاؤ) Enter in to the net۔ نوے سال کا بوڑھا بھی آج انٹرنیٹ کی گندگی سے محفوظ نہیں۔ اس عمر کے بوڑھے بھی انٹرنیٹ پر عریاں فلموں کی ویب سائٹ کھول کر اپنے آپ کو جوان بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایسا بھی ہوا کہ ایک کمرے میں ماں انٹرنیٹ پر بیٹھی ہے دوسرے میں بیٹا بیٹھا ہے۔ اب دونوں آپس میں محبت کی باتیں کر رہے ہیں اور آخر پر پتہ چلتا ہے کہ وہ ماں اور بیٹے کا کنکشن تھا۔ میرے دوستو جب یہ حالات ہو جائیں تو سوچئے کہ انجام کیا ہوگا۔

سود عام ہو گیا

قرآن پاک میں سود کے لین دین کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ جنگ قرار دیا گیا۔ لیکن ہمارا تو سارا لین دین ہی سودی ہے۔ کوئی چاہے نہ چاہے سود میں ملوث ہوئے بغیر چارہ نہیں۔ جب تمام بینک اسی سودی کاروبار کر رہے ہیں تو ہر پیسہ بلاواسطہ یا بالواسطہ طور پر اس چکر میں سے گزر کر آتی ہے۔ گویا سودی ظلمت اس قدر پھیل چکی کہ کوئی بچنا بھی چاہے تو بچ نہیں پاتا۔ بعض اہل درد علماء نے اس کو بند کروانے کی کوششیں بھی کیں عدالتی سطح پر یہ تسلیم کروایا گیا کہ ملک میں اس کو ختم کر کے متبادل نظام لایا جائے۔ لیکن حکومت وقت نے ہی عمل درآمد نہ ہونے دیا۔ اور اس بارے طے شدہ فیصلوں کو بدلوانے کیلئے عجیب طرح کے کھیل کھیلے گئے۔ اب بتایئے کہ جب کوئی احکامات الٰہی کا یوں مذاق اڑائے تو یہ اللہ کے عذاب کو دعوت دینے والی بات ہوتی ہے یا نہیں۔

اپنی اوقات یاد رکھیں

میرے دوستو! ایک چھوٹا سا جھٹکا لگا ہے دیکھیں کہ کیا حال ہو گیا ہے ہمارا۔ یہ اوقات ہے انسان کی۔ اور انسان کا حال دیکھو، اس کی غفلت کا یہ عالم کہ ذرا کھانے کو روٹی مل جائے تو یہ خدا کے لہجے میں بولنا شروع کر دیتا ہے۔ اس کو کچھ مال مل جائے، تو اس کی آواز میں مال کی جھنکار شامل ہو جاتی ہے۔ ایک صاحب نے اپنے الیکشن میں سلوگن لکھا:

"ہم بدلتے ہیں رخ ہواؤں کا آئے دنیا ہمارے ساتھ چلے"

اب یہ خدائی لہجہ ہے یا نہیں؟ ہم بدلتے ہیں رخ ہواؤں کا آئے دنیا ہمارے ساتھ چلے۔ انسان کو جب کھانے کو مل جاتا ہے تو یہ اپنی اوقات بھول جاتا ہے۔

میرے دوستو یہ بڑا ڈرنے کا مقام ہے۔ ہم نے ان اسباب کو اختیار کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی جو اللہ تعالیٰ کے غضب کا باعث بنتے ہیں۔ اور حالات و

واقعات بتا رہے ہیں کہ اللہ کے وعدے پورے ہو رہے ہیں۔

زلزلہ قیامت کی یاد دلاتا ہے

یہ زلزلہ ہمیں قیامت کے زلزلے سے ڈرانے کیلئے ہی آیا ہے۔ دیکھئے کہ اللہ تعالیٰ کے لگائے ہوئے ایک جھٹکے نے انسان کا کیا حال کر دیا۔ بڑے بڑے مکانات اور عمارات اس طرح زمین پر آ پڑیں جیسے وہ ریت کے گھروندے ہوں۔ پہاڑ اپنی جگہ سے سرک گئے۔ سرسبز پہاڑ ایک آن میں یوں بنجر ہو گئے جیسے کبھی ان پہ سبزہ تھا ہی نہیں۔ بڑی بڑی چٹانیں دھول اور مٹی کی طرح اڑ گئیں۔ جانی نقصان کا تو شمار ہی نہیں۔ جب ایک چھوٹے سے جھٹکے نے یہ حال کر دیا تو جب وہ بڑا جھٹکا قیامت کا آئے گا تو ہمارا کیا حال ہوگا۔

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا وَ اَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ۝ وَ قَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ۝ (الزلزال)

[جب ہلا دی جائے گی زمین اپنی پوری شدت سے۔ اور زمین اپنے بوجھ نکال باہر کرے گی۔ اور انسان کہے گا کہ اسے کیا ہوا؟]

جب یہ زلزلہ آیا تو ان لمحات میں وہاں موجود ہر انسان کی کیا کیفیت تھی۔ چند لمحے تو وہ اسی حیرت میں رہے کہ یہ ہوا کیا ہے۔ اس سے ذرا تصور کریں قیامت کے وقت انسان کا کیا حال ہوگی۔ ایک اور جگہ پر فرمایا:

يٰاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ۝ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَ تَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَ تَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَ مَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَ لٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ (الحج: ۱)

[اے لوگو! ڈرو اپنے رب سے۔ بے شک قیامت کا زلزلہ بڑی ہولناک چیز ہے۔ اس دن تو دیکھے گا کہ غافل ہو جائے گی ہر ایک دودھ پلانے والی اپنے

بچے سے۔ اور ہر ایک حاملہ اپنا حمل گرا دے گی۔ اور تم دیکھو گے کہ لوگ ہوں گے مدہوش لیکن وہ نشے میں نہیں ہوں گے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کا عذاب بڑا سخت ہے]

بالکل یہی حالت زلزلے کے وقت وہاں کے لوگوں کی بھی تھی۔ بتانے والے بتاتے ہیں۔ جب جھٹکے آئے تو ایسا نفسا نفسی کا عالم تھا کہ ہر کوئی اپنے اڑوس پڑوس، عزیز رشتہ داروں سے بے خبر اپنی جان بچانے کیلئے بھاگا۔ اور ان پر ایک گھبراہٹ کی حالت طاری تھی جس نے ہوش اڑا دیئے تھے۔ لیکن میرے دوستو! یہ جھٹکا تو کچھ بھی نہیں قیامت کا جھٹکا تو بہت سخت ہوگا۔ اس سے ذرا تصور کریں کہ قرآن ہمیں کس عظیم حادثے سے ڈراتا ہے۔

اَلْقَارِعَةُ مَا الْقَارِعَةُ ○ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ○ يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ○ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ○ (القارعة: ۱۔۴)

[کھڑ کھڑانے والی اور تمہیں کیا معلوم کھڑ کھڑانے والی کیا ہے۔ جس دن ہو جائیں گے انسان پتنگوں کی مانند۔ اور پہاڑ ہو جائیں گے جیسے دھنکی ہوئی روئی]

جی ہاں ...... زلزلے سے پہلے ایک زوردار آواز سنی گئی پھر ہر چیز ملیامیٹ ہوگئی۔

اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ خٰمِدُوْنَ ○ (یٰسٓ: ۲۹)

[مگر تھی وہ ایک چنگھاڑ جس سے ایک دم وہ سب ہلاک ہو گئے]

تو یہ چھوٹے عذاب بھیج کر اللہ تعالیٰ آنے والے بڑے عذاب سے ڈراتے ہیں۔

كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ؕ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ○

[ایسا ہوتا ہے عذاب۔ اور آخرت کا عذاب تو بہت بڑا ہے کاش کہ وہ جانتے]

(القلم:۴۳)

کتنی ہی جگہوں پر تو اللہ تعالیٰ نے انسان کو وارننگ دی ہے۔

فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْکُبْرٰی ۝ (النّٰزعٰت:۳۴)

پھر جب آئے گی وہ بہت بڑی آفت۔

فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ ۝ (عبس:۳۳)

پھر جب آئے گی وہ بہرا کر دینے والی آواز

اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۝ لَیْسَ لِوَقْعَتِهَا کَاذِبَةٌ ۝ خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ۝ اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا ۝ وَّ بُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ۝ فَکَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا ۝ (الواقعة:۱۔۶)

[جب پیش آئے گا وہ واقعہ تو نہ ہوگا کوئی اسے جھٹلانے والا۔ ہو جائے گا سب کچھ تہ و بالا۔ جب ہلا دی جائے گی زمین یکبار۔ اور ریزہ ریزہ کر دیے جائیں گے پہاڑ] (واقعہ:۱۔۵)

فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ ۝ وَّ حُمِلَتِ الْاَرْضُ وَ الْجِبَالُ فَدُکَّتَا دَکَّةً وَّاحِدَةً ۝ فَیَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۝

(الحاقة:۱۳،۱۴،۱۵)

[پھر جب پھونکا جائے گا صور ایک بار۔ اور اٹھائے جائیں گے زمین اور پہاڑ پھر ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا اک چوٹ میں۔ سو اس دن قیامت بپا ہو جائے گی]

ہمیں یہ چاہیے کہ ہم اس زلزلے کے آنے سے عبرت پکڑیں اور سوچیں کہ ابھی تو یہ تھوڑی سی زمین ہلائی گئی تو ہمارا یہ حال ہو گیا جب قیامت کا زلزلہ آئے گا تو ہمارا کیا بنے گا۔ اور قیامت کو بھی دور نہ سمجھیں اس لئے کہ قیامت کی نشانیاں پوری ہو رہی ہیں۔ زیادہ پوری ہو چکیں تھوڑی باقی ہیں۔

قرب قیامت کی نشانیاں

حضور نبی کریم ﷺ نے قیامت سے پہلے ہونے والے بہت سے حالات و واقعات کی پیش گوئی اپنی زبان نبوت سے فرمادی تھی اور بہت سی علامات قیامت کی نشاندہی بھی فرمادی تھی۔ چنانچہ حضرت حذیفہؓ روایت فرماتے ہیں:

قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقاما ما ترک شیئا یکون فی مقامہ ذلک الیٰ قیام الساعۃ الا حدث بہ حفظہ من حفظہ ونسیہ من نسیہ۔ (مشکوٰۃ: باب الفتن)

ایک دن حضور نبی کریم ﷺ کھڑے ہوئے ہمارے درمیان اور وعظ فرمایا اور ہمیں فتنوں کے ظاہر ہونے کی خبر دی۔ اور اس وقت سے لے کر قیامت تک ہونے والی تمام باتوں کے بارے میں بتایا کوئی چیز بھی نہیں چھوڑی۔ جس شخص نے اسے یاد رکھا اور اسے یاد رکھا اور جو بھول گیا وہ بھول گیا۔

تو حضور ﷺ نے قیامت تک آنے والے تمام فتنوں کے بارے میں پہلے ہی بتادیا تھا۔ کتب حدیث میں ایک باب اشراط الساعۃ کے عنوان سے بنایا گیا ہے جس میں ان تمام احادیث کو اکٹھا کیا گیا جن میں حضور نبی کریم ﷺ نے ان علامات کو بیان فرمایا ہے جو قیامت سے پہلے ظہور پذیر ہوں گی۔ بہت سی روایات میں قرب قیامت کی ایسی نشانیاں بتائی گئیں جو آج ہم اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں۔ اس میں سے بعض علامات آپ کو بھی بتاتے ہیں۔ ان پر ذرا غور کریں۔

جب مکہ مکرمہ کے پیٹ کو چیر کر اس میں راستے بنالیے جائیں

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔ جب مکہ مکرمہ کے پیٹ کو چیر کر راستے بنادیے جائیں اور جب عمارتیں پہاڑوں کے برابر اونچی ہو جائیں تو تم قیامت کا انتظار کرنا۔

چنانچہ جو لوگ آج حج اور عمرے کا سفر کرتے ہیں۔ وہ دیکھتے ہیں کہ پہاڑوں کو چیر کر ان کے اندر ٹنل (سرنگیں) بنا دی گئی ہیں۔ انٹرنل رنگ روڈ اور ایکسٹرنل رنگ روڈ۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے واقعی پہاڑوں کا پیٹ چیر کر انہوں نے راستے بنا دیئے ہیں۔ ایسے لگتا ہے جیسے نگاہِ نبوت ہزاروں سال پہلے اس منظر کو آنکھوں سے گویا دیکھ رہی تھی۔ حالانکہ اس زمانے میں ایسی نشانیوں کا ذہن میں تصور بھی نہیں آ سکتا تھا کہ پہاڑوں کو کھود کر اندر سے راستے بھی بنائے جا سکتے ہیں۔

جب عمارتیں پہاڑوں کے برابر اونچی ہو جائیں

مزید فرمایا کہ جب عمارتیں پہاڑوں کے برابر اونچی ہو جائیں۔ اور آپ جا کر دیکھیں، حرم شریف کے بالکل قریب جو ہوٹل بنے ہوئے ہیں وہ قریب کے پہاڑوں سے بھی اب زیادہ اونچے ہو گئے ہیں۔ جس زمانے میں ایک منزلہ عمارت ہوتی تھی شائد ہی کوئی بندہ دوسری منزل بناتا ہو گا۔ مشینری نہیں تھی، ٹیکنالوجی نہیں تھی۔ اس زمانے میں یہ کہہ دینا کہ پہاڑوں سے اونچی عمارتیں ہو جائیں گی یہ فقط گمان اور خیال کی بات نہیں بلکہ یہ اللہ رب العزت کی طرف سے ان کو دیئے ہوئے علم کی بات ہے۔ آج ہم ان نشانیوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔

جب اہل عراق کا کھانا پینا بند کر دیا جائے

ایک اور روایت میں آتا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام لیٹے ہوئے تھے کہ بہت زور سے آندھی آئی تو امہات المؤمنین میں سے کسی نے یہ کہہ دیا کہیں قیامت تو نہیں آ گئی تو نبی علیہ السلام اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا:

''قیامت کیسے قائم ہو سکتی ہے جب تک کہ اہل عراق کا کھانا پینا ابھی بند نہیں کیا گیا اور عرب کی زمین ابھی سرسبز نہیں ہوئی''

تو دو نشانیاں بتائیں۔ معلوم یہ ہوا کہ یہ بھی ایک نشانی ہے کہ اہل عراق کے اوپر کھانا پینا بند کر دیا جائے۔ اور ہم نے پچھلے آٹھ دس سال میں کیا دیکھا کہ عراق پر ایسی

پابندیاں لگیں کہ بھوکوں کو کھانا کھلانا تو در کنار بیماروں کو دوا بھی نہیں پہنچائی جا سکتی تھی۔ پوری دنیا تماشا کر رہی تھی دیکھ رہی تھی مگر کسی میں بھی اتنی ہمت نہیں تھی کہ بیماروں کو دوا پہنچا سکے بھوکوں کھانا کھلا سکے۔

جب عرب کی زمین سرسبز ہو جائے گی

اور دوسری بات کہ عرب کی زمین سرسبز نہیں ہوئی۔ ایک وقت تھا جب عرب کی زمین میں خشک زمین زیادہ تھی۔ پہاڑی یا ریتلی زمین تھی سبزہ نہیں تھا۔ اب تو ماشاء اللہ وہاں زرعی انقلاب برپا کیا جا رہا ہے اور کچھ عرصہ سے سعودی عرب اپنی گندم کے معاملے میں خود کفیل ہو چکا ہے۔ بلکہ پچھلے دو تین سال اس نے بعض ممالک کو امداد کے طور پر گندم روانہ کی۔ حج اور عمرے پر جانے والے حضرات بھی یہ محسوس کرتے ہیں کہ پہلے جہاں دور دور تک درخت اور سبزے کا نام نہیں ہوتا تھا وہاں اب درخت اور پودے نظر آتے ہیں۔

جب دیہاتی لوگ شہروں میں کوٹھیاں بنالیں

پھر فرمایا جب دیہاتی لوگ شہروں میں آکر بڑی بڑی کوٹھیاں بنالیں گے۔ تو اب دیکھ لیں کہ جو لوگ پہلے دیہاتوں میں ہی اپنی اپنی زمینوں پر ڈیرے اور حویلیاں بنا کر رہتے تھے اب انہوں نے شہروں میں سکونت اختیار کر لی ہے۔ ان کے بیس مربعے.... ان کے پچاس مربعے..... فلاں کے سو مربعے اور شہروں میں آکر انہوں نے بڑی کوٹھیاں بنالیں۔ نشانیاں پوری ہو رہی ہیں۔

جب ماں اپنی حاکمہ کو جنم دے

جب ماں اپنی حاکمہ کو جنم دے یعنی بیٹی اپنی ماں پر حکومت کرے اور یہ نشانی ہم نے بھی اپنی آنکھوں سے دیکھ لی ہمارے ہاں ایک صاحبہ کی حکومت تھی ماں وزیر تھی اور بیٹی وزیر اعظم تھی۔ بیٹی اپنی ماں پر حاکمہ تھی ہم نے اپنی آنکھوں سے نشانی کو دیکھا۔

مرنے اور مارنے والے کو جرم کا پتہ نہیں ہوگا

مرنے والے کو اپنے جرم کا پتہ نہیں ہوگا۔ ایک آدمی کو مارا جارہا ہوگا اور اسے یہ نہیں پتہ ہوگا کہ مجھے کس جرم میں مارا جارہا ہے۔ نہ مارنے والے کو پتہ ہوگا کہ میں اسے کیوں قتل کررہا ہوں۔ آج دیکھ لیں بے گناہ لوگ نماز پڑھنے مسجدوں میں آتے ہیں ان کی لاشیں واپس جاتی ہیں۔

صبح کو مومن شام کو کافر

ایک حدیث میں یہ علامت بھی بیان فرمائی گئی کہ آدمی صبح کو مومن ہوگا شام کو کافر ہو جائے گا اور شام کو مومن ہوگا صبح کو کافر ہو جائے گا۔ یہ بہت ہی ڈرنے کا مقام ہے کہ آدمی کا ایمان اس درجے تک خطرے میں پڑ جائے۔ اللہ ایمان کی محرومی سے بچائے۔ اور واقعی آج وہ پرفتن دور آچکا ہے۔ دیکھتے نہیں کہ جدید دور کی روشنی نے انسان کو احکامات الٰہی پر بات کرنے میں کس قدر بے باک کر دیا ہے۔ یعنی دین اسلام کے وہ احکامات جو نصوص شرعیہ سے ثابت ہیں۔ اور چودہ سو سال سے متفقہ چلے آرہے ہیں آج کے دور دانشور انہیں فرسودہ قرار دیکر ان کے خلاف زبان درازی کرتے ہیں۔ میرے دوستو! کسی بھی حکم خداوندی کا انکار کردینا یہ کفر ہوتا ہے۔ عمل نہ کرنا اور بات ہے اس انسان گناہ گار ہوتا ہے لیکن ایمان تو قائم رہتا ہے۔ لیکن کسی واضح حکم کا انکار ہی کر دینا یہ انسان کو کفر کے دائرے میں پہنچا دیتا ہے۔ ٹھیک ہے بندہ دنیا کے کاغذوں میں مسلمان ہی شمار ہوتا ہوگا لیکن شرعاً وہ ایمان سے خارج ہو چکا ہوتا ہے۔ تو آج کا انسان بات کرنے میں بہت ہی غیر محتاط ہو گیا ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ علامات قیامت پوری ہورہی ہیں۔ اللھم احفظنا منہ

جب قرآن حلق سے نیچے نہ اترے

جب قرآن مجید پڑھنے والوں کا قرآن ان کے حلق سے نیچے نہ اترے بس آواز

تک ہے۔ بڑا اپنا سنوار کر پڑھیں گے زیر زبر کو خوب درست کریں گے لیکن دل پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔ آج کے بہت سے قاریوں کو دیکھتے ہیں بڑا افسوس ہوتا ہے۔ شریعت وسنت کا کوئی لحاظ جاہلوں اور غافلوں جیسی زندگی ہوتی ہے اور کہنے کو قاری صاحب ہوتے ہیں۔ تو یہ علامات قیامت میں سے ایک ہے۔

جب علماء اپنا ثانی نہ چھوڑیں

جب علماء اپنا ثانی نہ چھوڑیں یعنی ایسا قحط الرجال کو دور ہو کہ جو عالم جائے تو اس جیسا کوئی دوسرا نظر نہ آئے۔ آج دیکھ لیں کیسے کیسے جلیل القدر علماء اس دنیا سے رخصت ہو رہے ہیں اور ان کی کمی پوری کرنے والا ان کا متبادل کوئی نظر نہیں آتا۔

جب قومی دولت کو ذاتی مال سمجھا جائے

ترمذی شریف کی ایک حدیث ہے جسے حضرت ابوہریرہؓ نے روایت کیا ہے۔ اس میں بہت سے علامات قیامت کا ذکر کیا گیا ہے۔ فرمایا:

إِذَا اتُّخِذَ الْفَيْءُ دُوَلًا

جب (غنیمت) قومی دولت کو ذاتی مال سمجھا جائے گا

آج دیکھیں لیں قوم کے سرمائیہ پر کون لوگ عیش کر رہے ہیں۔ عوام پر لگائے ہوئے ٹیکسوں کا قوم کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا سب بڑے صاحبوں کی جیب میں جاتا ہے جس افسر کا جتنا ہاتھ پڑتا ہے اتنا سمیٹ لیتا ہے۔ غریب عوام کسمپرسی کی زندگی گزار رہے ہیں جبکہ افسر شاہی کی سہولیات اور پروٹوکول پر پیسہ پانی کی طرح بہایا جاتا ہے۔ بینکوں سے کروڑوں روپے قرض لے کر معاف کروا لیے جاتے ہیں۔ یہ ملکی دولت پر ذاتی تصرف کرنا قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔

جب امانت کو مال غنیمت سمجھا جائے

اور فرمایا: وَالْأَمَانَةُ مَغْنَمًا

جب امانت کے مال کو غنیمت کا مال سمجھا جائے۔آج آپ مکان کسی کو کرائے پر دے کر دیکھ لیں چند سال بعد وہ کہے گا یہ میرا ہے۔آج آپ کسی کے پاس امانت رکھوائیں وہی اس میں بددیانتی کرے گا۔امانت کو غنیمت کا مال سمجھے گا۔حالت تو یہ ہے کہ گھنٹے کی قرأت جاری ہوتی ہے۔چھوٹے بڑے سب اس کو کھینچنے میں لگے ہوئے ہیں اور خوش ہو رہے ہوتے ہیں۔مسلمانوں کا معاشرہ ہے اور کسی کو یہ خیال نہیں آتا کہ یہ چوری ہے۔

جب زکوٰۃ کو تاوان سمجھا جائے

وَالزَّكٰوةُ مَغْرَمًا

جب لوگ زکوٰۃ کو تاوان سمجھنے لگ جائیں۔اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا مال ہے اور اس میں سے اللہ نے غریبوں کا حق متعین کیا۔مگر زکوٰۃ بوجھ نظر آتی ہے۔میرے دوستو! یقین جانیے کہ اگر ملک تمام سرمایہ دار، تاجر، اور لینڈ لارڈ پوری ایمانداری سے زکوٰۃ نکالیں تو ملک میں ایک بھی غریب باقی نہ رہے۔پھر بیمار سسک کر نہیں مریں گے۔نوجوان بچیاں شادی کے انتظار میں بوڑھی نہیں ہوں گی۔ناداروں کے چولہے جلتے رہیں گے۔بے روزگاروں کی خودکشی کی خبریں سننے کو نہیں ملیں گی۔لیکن آج کل یہ سب ہو رہا ہے کیوں قیامت کی نشانیاں پوری ہو رہی ہیں۔

علم کو دنیا کمانے کیلئے سیکھا جائے

فرمایا: وَ تُعُلِّمَ لِغَيْرِ الدِّيْنِ

علم حاصل کیا جائے گا لیکن دین کیلئے نہیں۔

علم کی بڑی فضیلت ہے۔اتنی کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ انما بعثت معلما میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔لیکن فرمایا کہ ایک وقت آئے گا جب علم کو غیر دین کیلئے سیکھا جائے گا تو یہ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔اور آج وہ وقت

آچکا۔ آج دیکھ لیں عصری علوم ہوں یا دینی علوم ہوں اس نیت سے نہیں سیکھتے کہ ہمیں اللہ کی رضا نصیب ہو جائے یا اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو، فقط دنیا کمانے کیلئے، عہدے حاصل کرنے کیلئے یا اپنی قدرومنزلت بنانے کیلئے علم سیکھا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج آپ کو کلین شیو (داڑھی مونچھ چٹ) حفاظ بھی مل جائیں گے۔ درباری ملا بھی مل جائیں گے۔ لچھے دار تقاریر کرنے والے خطباء بھی مل جائیں گے۔ لیکن خوف خدا رکھنے والے مخلص اور باعمل علماء کی کمی نظر آتی ہے۔

جب ماں کی بجائے بیوی کی اور باپ کی بجائے دوست کی فرمانبرداری کی جائے

وَ اَطَاعَ الرَّجُلُ امْرَاَتَهٗ وَ عَقَّ اُمَّهٗ وَ اَدْنٰى صَدِيْقَهٗ وَ اَقْصٰى اَبَاهُ

جب ماں کی بجائے بیوی کی فرمانبرادی کی جانے لگے اور باپ کی بجائے دوست کی بات مانی جائے

شریعت نے تو کہا تا کہ ماں کی بات مانو۔ آج ماں کی بات کو ایک طرف رکھا جاتا ہے، بیوی کی بات کو آگے رکھا جاتا ہے۔ جب باپ کی بجائے دوست کی بات مانی جانے لگے۔ آج وہ وقت آچکا کہ آج کا بچہ اپنے باپ سے ایسے نفرت کرتا ہے جیسے پاپ سے نفرت کی جاتی ہے۔ دوست کو اپنا محسن سمجھتا ہے حالانکہ وہ کم علم بھی ہے ناتجربہ کار بھی ہے لیکن یہ اسی کے پیچھے چلے گا، اسی کا مشورہ لے گا۔ اور اپنے نیک اور دین دار باپ کو بھی اپنا دشمن سمجھے گا۔

مساجد میں شوروغل عام ہو جائے

وَ ظَهَرَتِ الْاَصْوَاتُ فِى الْمَسَاجِدِ

جب مساجد میں شوروغل عام ہو جائے، اسلام کا نام رہ جائے، قرآن کا نشان رہ جائے۔ مسجدیں اللہ کا گھر ہیں۔ مسجد میں جائیں تو آداب مسجد کا خیال کرنا چاہیے۔

آج مساجد کی تعظیم و تکریم ہمارے دل سے نکل ہی گئی ہے۔ زمانے بھر کی گپیں ہم مسجد میں بیٹھ کر لگاتے ہیں۔ کئی نوجوانوں کو دیکھا کہ وہ مسجد میں بیٹھ کر آپس میں ہنسی مذاق اور دھول دھپا کرتے ہیں۔ کبھی رمضان المبارک کے آخری عشرے میں دیکھا کریں۔ جب کئی اعتکاف کرنے والے اور ان سے ملنے آنے والے ملاقاتی گویا مسجد کو تفریح گاہ ہی بنا لیتے ہیں۔ جو یکسو ہو کر عبادت کرنا چاہتے ہیں ان کو بھی پریشان کرتے ہیں۔ تو یہ کس لئے ہوتا ہے کہ اللہ کی عظمت دل میں ہوتی ہے نہ مسجد کی قدر دل میں ہوتی ہے۔

جب سب سے برے لوگ قوم کے حاکم بن جائیں

وَسَادَ الْقَبِيْلَةَ فَاسِقُهُمْ وَكَانَ زَعِيْمُ الْقَوْمِ اَرْذَلُهُمْ

جب قبیلوں کے سردار فاسق لوگ بن جائیں اور قوم کے سب سے برے قوم کے حاکم بن جائیں

آج کیا ہو رہا ہے۔ آج جس سطح پر بھی دیکھ لیں لیڈر وہی بن سکتا ہے جو زور آور ہو، جو دوسروں کو دبا سکتا ہو، نیچا دکھا سکتا ہو۔ یا وہ جھوٹ بول سکتا ہو اور دوسروں کو بیوقوف بنا سکتا ہو۔ یہ ممبری لینا ایک شریف انسان کے بس کی بات نہیں ہے۔ نہ جانے کیا کیا لڑائی جھگڑے اور دھونس و دھاندلی ہوتی ہے۔ جو زیادہ سے زیادہ بدمعاشی کا مظاہرہ کر سکتا ہے وہی ممبری لے جاتا ہے۔ یہ تو ہے ممبری کا حال اور حکومتوں کا حال بھی دیکھ لیں۔ چن چن کر ایسے لوگوں کو اوپر لے جایا جاتا ہے جو آزاد خیالی اور آزادروی کے داعی ہوں۔ جو دین کے خلاف بات کرنے میں جتنا زیادہ بے باک ہے وہی حکومت کا زیادہ مستحق ہے۔ یہ ہیں علامات قیامت۔

جب دوسرے کے شر سے بچنے کیلئے اُس کی عزت کیجائے

وَاُكْرِمَ الرَّجُلُ مَخَافَةَ شَرِّهٖ

جب لوگ دوسروں کے شر سے بچنے کیلئے ان کی عزت کریں۔ کیسی عجیب بات کہی۔ آج تو کسی کی عزت شاید ہی کرتا ہو کوئی دل سے۔ آج عزت ہو رہی ہے ظاہر داری کے طور پر، شر سے بچنے کیلئے۔ کہ اگر ہم ان کی ہاں میں ہاں نہیں ملائیں گے تو یہ ہمارا جینا دوبھر کردیں گے۔ حق بات کہی نہیں جاسکتی، شر سے بچنے کیلئے دوسرے کا اکرام کرتے ہیں۔

گانا بجانا اور ناچنے والیاں عام ہو جائیں

وَظَهَرَتِ الْقَيْنَاتُ وَالْمَعَازِفُ

گانا بجانا اور ناچنے والیاں عام ہو جائیں گی۔

اس کی تو اب بات ہی کیا کرنی۔ آپ سب جانتے ہیں کہ گردوپیش کیا کچھ ہو رہا ہے۔ موسیقی کے بغیر تو اب کوئی کام ہوتا ہی نہیں اسی لئے موسیقی کے دلدادہ موسیقی کو روح کی غذا کہتے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ "جب مغنیہ ہر کان کے قریب گانے لگ جائے"۔ جب ٹیپ ریکارڈر آئے تھے تو ہم سمجھتے تھے کہ یہ علامت قیامت پوری ہو گئی لیکن اب تو اس سے بھی کام اوپر ہو گیا ہے۔ اب تو موبائل فونوں کی صورتوں میں شائقین ہر وقت موسیقی کو اپنے کانوں سے لگائے رکھتے ہیں اور جو نئے موبائل سیٹ آرہے ہیں ان میں اور کوئی فون ہی نہیں ہے سوائے فلمی گانوں کے۔

موسیقی ہو اور ناچ نہ ہو یہ کیسے ممکن ہے۔ اس لئے کہ موسیقی کے ساتھ ہی ڈانس کا داعیہ خود بخود ہی دل میں پیدا ہو جاتا ہے۔ ڈانس کے بعد زنا کا داعیہ بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ اسی لئے حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "موسیقی دل میں زنا کی خواہش پیدا کرتی ہے"۔ اور پھر موسیقی کے شیدائیوں کی اس خواہش کو پورا کرنے والیاں ہر سطح پر موجود ہیں۔ یہ شہر شہر منعقد ہونے والی محافل موسیقی ناچنے والیوں کے بغیر کیسے چل سکتی ہیں۔ محفل موسیقی ٹی وی پر ہو، کیبل پر ہو، نیٹ پر ہو، فائیو سٹار ہوٹلوں میں ہو، کلبوں میں ہو یا لوگوں کے ذاتی عشرت کدوں پر ہو ساتھ ناچنے والیاں (ڈانسر)

ضرور پائی جائیں گی۔ تو یہ بھی علامات قیامت میں سے ہے۔

شراب کی کثرت ہو جائے

وَ شُرِبَتِ الْخُمُوْرُ

شراب عام ہو جائے گی

آج شراب بھی عام ہو رہی ہے۔ کہیں خفیہ اور کہیں علانیہ اور کہیں شراب کے پرمٹ کے ساتھ۔ عجیب بات کہ یہ اسلامی ملک ہے اور اس میں شراب کے بھی پرمٹ جاری کیے جاتے ہیں۔ جب خاص خاص دن آتے ہیں تو پھر پوچھنا ہی کیا۔ مثلاً نیو ایئر نائٹ، ویلنٹائن ڈے، اور بسنت وغیرہ پر تو ناؤ نوش کا باقاعدہ اہتمام ہوتا ہے۔ تو یہ شراب کا پینا بھی عام ہوتا جا رہا ہے۔

جب سلف صالحین کو برا سمجھا جائے

وَ لَعَنَ اٰخِرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَوَّلَهَا

جب پچھلے لوگ اپنے سے پہلوں والوں پر لعنت بھیجیں گے، ان کو برا کہیں گے۔ آج آپ دیکھ سکتے ہیں آج کیا کیا فتنے اٹھ رہے ہیں۔ ایک طبقہ ہے جو جلیل القدر صحابہ کرام کو برا بھلا کہتا ہے۔ ایک طبقہ ہے جو کہتا ہے کہ ہمیں پہلے والوں کی اتباع کرنے کی کیا ضرورت ہے، وہ بھی انسان تھے ہم بھی انسان ہیں، ہم وہ کریں گے جسے ہم صحیح سمجھتے ہیں۔ تو نبی علیہ السلام نے یہ باتیں پہلے بتا دی تھیں۔ یہ قیامت کی علامات ہیں جو پوری ہو رہی ہیں۔

زلزلوں کا آنا آندھیوں کا چلنا، وغیرہ کثرت سے ہوگا

فَلْیَرْتَقِبُوْا عِنْدَ ذٰلِکَ رِیْحًا حَمْرَاءَ وَ زَلْزَلَةً وَخَسْفًا وَ مَسْخًا وَقَذْفًا وَ اٰیَاتٍ تَتَابَعُ کَنِظَامٍ قُطِعَ سِلْکُهٗ فَتَتَابَعَ. (رواہ ترمذی)

حدیث پاک میں فرمایا گیا کہ جب یہ علامات ظاہر ہوں تو اس وقت انتظار کرو سرخ

آندھیوں کا، زلزلوں کا، زمین میں دھنسا دیئے جانے کا، صورتوں کے بدلنے کا اور پتھروں کے برسنے کا۔ یوں کہ جیسے کوئی موتیوں کی تسبیح ٹوٹ جائے اور اس کے موتی آگے پیچھے گرتے ہیں۔ دیکھئے چودہ سو سال پہلے یہ نشانیاں بتائی گئی اور آج ان نشانیوں کو اپنی آنکھوں سے پورا ہوتا ہوئے ہم دیکھ رہے ہیں۔ پچھلے چند ماہ کے عرصے میں دیکھ لیں کہ ارضی و سماوی آفات کس طرح یکے بعد دیگرے آ رہی ہیں۔ پہلی انڈونیشیا کے ساحلوں پر سونامی طوفان آ گیا۔ پھر انڈونیشیا میں زلزلہ آ گیا۔ ہندوستان میں زلزلہ آ گیا۔ پھر امریکہ میں کترینا طوفان آیا پھر ایک اور ریٹا طوفان آ گیا اب پاکستان میں یہ زلزلہ آ گیا۔ تو یہ کیا ہے؟ زبان نبوت کی پیش گوئیاں پوری ہو رہی ہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ یہ زلزلوں کا آنا ہماری بداعمالیوں کا نتیجہ ہے۔

چند عجیب و غریب علامات قیامت

اور اس وقت میں چند نشانیاں اور بھی عجیب ہیں جو شاید ہمارے موجودہ حالات سے بہت قرب رکھتی ہیں۔ ایک نشانی فرمایا کہ ملک عرب کا بادشاہ مرے گا۔ ہم نے دیکھا کہ چند دن پہلے ملک عرب کا بادشاہ شاہ خالد دنیا سے رخصت ہو گیا۔ دوسرے نے اس ملک کو سنبھال لیا۔ پھر جو رمضان آئے گا اس کی پہلی کو سورج گرہن لگے گا۔ اور یہ بات بھی ہو گئی۔ اس رمضان کی پہلی کو سورج گرہن لگا۔ اور فرمایا کہ چودہ کو چاند گرہن لگے گا اور وہ بھی اب سائنسدانوں نے تصدیق کر دی۔ فرمایا اس دوران ایک آواز زمین سے برآمد ہو گی جو پوری دنیا میں سنی جائے گی۔ اب اس کی ایک تفصیل یہ ہو سکتی ہے کہ ظاہر آواز ہو اور یہ بھی تو ہو سکتی ہے کہ جیسے یہ زلزلہ اب اس کی خبر اس کی آواز پوری دنیا کے اندر گونج رہی ہے۔ تو فرمایا کہ یہ جو نشانیاں ہیں جب ہوں گی تو سمجھ لینا کہ اب قیامت بہت قریب ہے۔ تو دیکھیں کہ ان علامات کی موجودہ حالات سے کس قدر مطابقت پائی جاتی ہے۔ اگرچہ یہ مطابقت ظنی درجے کی ہے لیکن اس کا حقیقتاً ہونا کوئی بعید نہیں ہے۔

دنیا کی حقیقت

میرے دوستو! حالات، واقعات یہ بتا رہے ہیں کہ اب بس چل چلاؤ ہے۔ یہ فتنوں کا دور ہے۔ اپنے آپ کو ہر وقت اللہ کے حضور میں حاضری کیلئے تیار رکھیں۔ دنیا کی چکا چوند سے اپنی آنکھوں کو ہٹالیں۔ اور ان کو خیرہ ہونے سے بچالیں۔ یہ دنیا عارضی اس کے رنگ و روشنیاں بھی عارضی ہیں۔ لہٰذا اس عارضی دنیا میں اپنے جی کو لگانا اور اس میں شیشے کے گھر بنانا ٹھیک نہیں۔ بہت جلد ہم وہاں پہنچنے والے ہیں جو ہمارا مستقل ٹھکانہ ہوگا۔ اس کی تیاری کرلیں۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

إِنَّ الدُّنْيَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ وَإِنَّ اللّٰهَ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيهَا فَنَاظِرٌ كَيْفَ تَعْمَلُونَ (رواہ ترمذی)

[بے شک دنیا بڑی میٹھی ہے، سرسبز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں تمہیں اگلوں کا جانشین بنایا۔ اور وہ دیکھ رہے ہیں کہ تم عمل کیسے کرتے ہو]۔

تو فرمایا کہ یہ دنیا بہت میٹھی اور سرسبز ہے، بہت دلفریب ہے لیکن جان لو کہ اس دنیا میں اللہ تعالیٰ نے تمہیں اگلوں کا جانشین بنایا ہے صرف یہ دیکھنے کیلئے تم عمل کیسے کرتے ہو۔ تم سے پہلے یہاں تمہارے دادا پڑدادا تھے تمہارے والد تھے وہ اس دنیا میں زندگی گزار گئے۔ آج تم ان کے جانشین ہو آج تم ان گھروں میں زندگی گزار رہے ہو۔ یہ زمینیں کبھی تمہارے باپ دادا کے پاس تھیں آج تمہارے پاس ہیں، یہ مکان ان کے پاس تھے آج تمہارے پاس ہیں۔ یہ فیکٹریاں یہ کاروبار کبھی وہ چلاتے تھے آج تم چلا رہے ہو۔ تم اپنے بڑوں کے نائب بنے ہو۔

اللہ تعالیٰ نے تمہیں کیوں بنایا اور یہ کیوں یہ سب کچھ سونپا؟ فـنـاظـر کیف تعلمون یہ دیکھنے کیلئے کہ تم عمل کیسے کرتے ہو۔ تمہیں اسلئے ولی عہد نہیں بنایا اس گھر

میں کہ تم مزے اڑاؤ۔ بلکہ یہ دیکھنا ہے کہ اب تم کیسی زندگی گزارتے ہو، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے ہو آخرت کی تیاری کرتے ہو یا اسی کمینی دنیا پر فریفتہ ہو کر بیٹھ جاتے ہو۔

دنیا بڑی میٹھی ہے

بے شک دنیا بڑی میٹھی ہے، بڑی سرسبز ہے۔ دو لفظ نبی علیہ السلام نے فرمائے اور دو لفظوں میں گویا سمندر کو کوزے میں بند کر کے رکھ دیا۔ کوئی شک نہیں یہ دنیا بڑی میٹھی ہے، دل نہیں بھرتا بندے کا۔ بوڑھا بھی ہو جائے تو جوان بننے کا دل کرتا ہے مرنے کا دل نہیں کرتا۔ کہتے ہیں ابھی تو میں جوان ہوں۔ بلکہ نہیں کہتے ہیں ابھی تو میں تو جوان ہوں۔ ایسا دنیا کا چسکا ہے دل میں جس کو پوچھو کہتا ہے ایک شادی ہو گئی اب دوسری اور ہونی چاہیے۔ اجتماع میں اس عاجز کی زبان سے نکل گیا کہ ننانوے فیصد مردوں کے دل میں دوسری شادی کی تمنا ہوتی ہے۔ بعد میں آ کر دوستوں نے تصدیق کی کہ حضرت سو فیصد ٹھیک بات کی۔ جو کنوارے ہیں وہ پہلی شادی کی سوچ میں ہیں اور جن کی شادی ہو چکی وہ دوسری شادی کی سوچ میں ہیں۔ بیٹے کا نکاح ہو رہا ہوتا ہے باپ کا دل چاہ رہا ہوتا ہے کہ کاش میرا بھی نکاح ساتھ ہو رہا ہوتا۔

میٹھی ہے یہ دنیا...... جیسے میٹھی چیز کھانے سے دل نہیں بھرتا، ایک آئس کریم کھا لی تو دوسری پھر کھانے کو دل کرتا ہے۔ بالکل یہی حال ہے انسان کی آرزوؤں کا اور تمناؤں کا۔ دل نہیں بھرتا اس سے.... ایک دکان مل گئی اب دل کرتا ہے کہ ایک اور مل جائے۔ ایک مکان مل گیا اب دل کرتا ہے ایک اور مل جائے۔ ایک گاڑی مل گئی دل کرتا ہے اب بچوں کیلئے ایک الگ گاڑی مل جائے۔ ان تمناؤں کی کوئی حد نہیں ہے۔ ایسی میٹھی ہے یہ دنیا کہ بس دل چاہتا ہے کہ اس دنیا سے انسان لطف اٹھاتا ہی چلا جائے۔ اس زلزلے نے آج ہمیں یہ پیغام دیا ہے او اس عارضی دنیا کی شیرینی کا مزہ چکھنے والو ذرا اس کی تلخی کا مزہ چکھو تا کہ تمہیں آخرت یاد آ جائے۔

دنیا بڑی سرسبز ہے

فرمایا خَضِرَۃٌ بڑی سرسبز ہے۔ کتنا پیارا لفظ استعمال فرمایا۔ خوبصورت اور سرسبز منظر کو دیکھنے کا ہر بندے کا دل چاہتا ہے۔ چار دیواری سے باہر نکلو تو آنکھیں تو نیچی ہوتی ہی نہیں۔ انسانوں کی شکلیں دیکھنے کو دل کرے گا ان کے کپڑے دیکھنے کو دل کرے گا، دکانیں دیکھنے کو دل کرے گا مکان دیکھنے کو دل کرے گا۔ خوبصورت مناظر دیکھنے کو دل کرے گا۔ آج کے دور کی ایک مصیبت آنکھوں کو نیچے کرنا۔ ہوتی ہی نہیں آنکھیں نیچی۔ کھلی کی کھلی رہ جاتی ہیں۔

ایک حدیث پاک میں فرمایا کہ دنیا کی مثال ایسی ہے جیسے بارش ہو اور اس کے بعد خوب کھیتی ہو جائے، ہر طرف گھاس ہو دو جانور ہیں ایک جانور کھانے لگتا ہے اور کھا کھا کے، اتنا کھاتا ہے کہ بدہضمی ہو جاتی ہے، وہ مارا جاتا ہے۔ اور دوسرا جانور جو سمجھتا ہے کہ اگرچہ سبزہ تو بہت ہے، مگر وہ بقدر ضرورت کھاتا ہے پھر وہ بیٹھ کے جگالی کرتا ہے، پھر کھاتا ہے پھر جگالی کرتا ہے، تو فرمایا کہ پہلا بیمار ہو گیا اور دوسرا صحت مند رہا۔ یہ تمہاری اور دنیا کی مثال ہے تم میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جو دنیا کے پیچھے بھاگ رہے ہیں اور ان کے دل کی تمنائیں رکتی ہی نہیں، دل بھرتا ہی نہیں، جتنا مل رہا ہے اور لینے کی تمنا ہے اور پانے کی تمنا ہے۔

آپ اندازہ کریں کتنے گھر ایسے ہیں کہ ان میں جتنے لوگ ہیں، مرد اور عورتیں سب کے سب کما رہے ہیں پھر بھی ان کے خرچے پورے نہیں ہوتے۔ ایسی ہوس دل میں آ گئی کہ کہیں قناعت نہیں ہے۔ چنانچہ ایک حدیث پاک میں فرمایا گیا کہ اگر اللہ تعالیٰ ایک جنگل سونے کا بنا ہوا دے دیں تو وہ دل میں تمنا کرے گا کہ ایک اور ہونا چاہیے۔ اور فرمایا کہ ایک جنگل اور دے دیں تو وہ تمنا کرے گا کہ کاش جنگل کا بنانے والا بھی میں ہی ہوتا۔ انسان کے پیٹ کو فقط قبر کی مٹی بھرتی ہے اور کوئی چیز نہیں بھرتی۔ جس بندے کو دیکھو وہی اپنی جنت بسانے میں لگا ہوا ہے۔ جنت بسانے سے کیا

مراد؟ گھر ایسا خوبصورت ہو...... بیوی اتنی پیاری ہو...... گاڑی ایسی قیمتی ہو...... کاروبار ایسا ہو...... من پسند کی چیزیں پانے کی تمنا میں ہر بندہ لگا ہوا ہے۔ اور مال سمیٹ کر اپنی آرزوؤں کو پورا کرنے میں لگا ہے۔ آج کے دور کی سب سے بڑی خواہش کیا ہے؟ دنیا طلبی...... لیکن یہ زلزلہ ہمیں جگا رہا ہے، جھنجھوڑ رہا ہے کہ او دنیا کے سراب کے پیچھے بھاگنے والو جان لو کہ اس کی شادابی ہمیشہ رہنے والی نہیں۔ اس کی رنگینیاں اور رعنائیاں...... اس کی بہاریں اور مرغزاریں...... یہ تو ایک جھٹکے کی مار ہیں۔ جنت کی تمنا کرو اور جنت حاصل کرنے کی کوشش کرو کہ وہاں کا ٹھکانہ ہمیشہ ہمیشہ کا ہے۔

دنیا جادوگرنی ہے

ہمارے مشائخ نے یہ کہا کہ یہ دنیا جادوگرنی ہے۔ اس کا جادو جب چلتا ہے تو انسان اپنی موت کو بھول جاتا ہے، آخرت کو بھول جاتا ہے۔ دو فرشتے ہاروت اور ماروت اللہ تعالیٰ نے آزمائش کے طور پر بھیجے تھے اور ان کو جادو کا علم دیا تھا۔ وہ جادو کیا تھا؟

یُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَیْنَ الْمَرْءِ وَ زَوْجِهٖ (البقرۃ: ۱۰۲)

اس جادو کے ذریعے سے وہ خاوند اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی ڈالتے تھے۔ تو ان کا جادو خاوند اور بیوی کے درمیان جدائی ڈال دیتا تھا لیکن یہ دنیا کا جادو جب کسی پہ چل جاتا ہے تو بندے اور اس کے پروردگار کے درمیان جدائی ڈال دیتا ہے۔ یہ دنیا ہاروت و ماروت سے بھی بڑی جادوگرنی ہے۔

تفرق بین المرء و ربہ

بندے اور اس کے رب کے درمیان جدائی ڈال دیتی ہے۔

اسی لئے مال کا زیادہ آ جانا، یہ خوشی کی بات نہیں ہوتی۔ مال جب آتا ہے تو اپنے ساتھ وبال لے کے آتا ہے۔ توجہ سے بات سنئے، جب مال آتا ہے تو اپنے ساتھ

وبال لے کر آتا ہے۔ کم سے کم وبال یہ ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ میری امت کے غریب لوگ میری امت کے امیروں سے پانچ سو سال پہلے جنت میں بھیج دیئے جائیں گے۔ یہ حلال مال بھی ہے، نیکی پر بھی خرچ ہو رہا ہے تو حساب کے لئے وقت تو دینا پڑے گا نا۔ تو آج کی سب سے بڑی بیماری، ہر بندہ چاہتا ہے

يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ قَارُوْنُ ۙ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ○ (القصص: ۷۹)

[کاش! ہمارے پاس اتنا ہو جتنا کہ قارون کو دیا گیا ہے بیشک اس کی بڑی قسمت ہے]

اے کاش! ہمارے پاس اتنا کچھ ہوتا جتنا قارون کے پاس تھا۔ تو قارون کا کیا نتیجہ نکلا؟ بالآخر اپنے سامانوں سمیت زمین کے اندر دفن کر دیا گیا۔ ہمارے اپنے واقف لوگوں میں سے ایک صاحب ہیں، ان کی اپنے جو نوکری ہے وہ تائیوان میں ہے اور ان کی بیوی کی نوکری یہاں اسلام آباد میں ہے اور ان کی بیٹی جرمنی میں ہے اور بیٹا افریقہ میں ہے۔ گھر کے چار بندے ہیں، چاروں کماتے ہیں۔ ایک دن ان کی بیوی آئی اور رونے بیٹھ گئی کہ میں کیا کروں خرچے پورے ہی نہیں ہوتے۔ دیکھا یہ قارون والی سوچ ہے یا نہیں۔ یعنی اتنا کچھ ہونے کے بعد بھی فکر پیسے کا ہے۔ یہ فکر نہیں ہے کہ ہمارا اللہ ہم راضی ہے یا نہیں۔ تو یہ دنیا بندے اور پروردگار کے درمیان فرق ڈال دیتی ہے۔ اور میرے دوست!

لکل شئی اذا فارقته عوض ولیس للہ ان فارقته عوض

دنیا میں کوئی چیز تجھ سے جدا ہو جائے تو تیرے لئے اس کا کوئی نہ کوئی بدل موجود ہے لیکن اے دوست! اگر تو اللہ سے دور ہو گیا تو تیرے پاس اللہ کا کوئی بدل موجود نہیں۔

میرے دوستو! یہ زلزلہ دنیا کا جادو توڑنے کیلئے آیا ہے۔ اور ہمیں اللہ تعالیٰ کی یاد دلانے کیلئے آیا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم دنیا کی محبت اپنے دل سے نکال کر اپنے رب سے ناطہ جوڑ لیں۔

دنیا خوبصورت سانپ ہے

اس دنیا کو خوبصورت سانپ بھی کہا جاتا ہے۔ خواجہ فریدالدین عطارؒ فرماتے ہیں

زہر دارد در درون دنیا چمار
گرچہ بینی ظاہرش نقش و نگار
زہر ایں مارے منقش قاتل است
باشد از رہ ہر دور کو عاقل است

کہ یہ دنیا سانپ کی طرح اپنے اندر زہر رکھتی ہے مگر ظاہر میں سانپ کی طرح بڑی سجی ہوئی ہے۔

؎ اہل دنیا کی سجاوٹ پہ نہ جا
یہ منقش سانپ ہے ڈس جائے گا

جیسے سانپ ڈس لیتا ہے یہ دنیا بھی ڈس لیتی ہے۔ سانپ کا اثر پورے جسم میں پھیل کر اسے بے جان بنا دیتا ہے، دنیا کی محبت پورے جسم میں رچ بس کر انسان کو روحانی طور پر بے جان بنا دیتی ہے۔ آج ہمارے اوپر بھی دنیا کے سانپ کا زہر چڑھ چکا ہے۔ اللہ کرے کہ یہ زلزلہ اس زہر کا تریاق بن جائے اور ہمارے خوابیدہ دلوں کو جگا دے۔

سانپ کا منتر

ہم نے دیکھا کہ کچھ لوگوں کو سانپ کا منتر آتا ہے وہ سانپ کے دانت توڑ لیتے ہیں اور انہیں ایسا منتر آتا ہے کہ سانپ ان کو کچھ نہیں کہہ سکتا اور ان کو پیر سے کھینچے ہیں۔ وہ سانپ کو اپنی پوٹلی میں لئے پھرتے ہیں اور گلے میں ڈالتے ہیں، سانپ ان کو کچھ نہیں کہتا۔ اسی طرح اللہ والے بھی اس دنیا کے سانپ کا منتر سیکھ لیتے ہیں تو اس کے بعد یہ دنیا ان لوگوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچاتی۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت مبارکہ میں رہ کر اس دنیا کا منتر سیکھ لیا تھا۔ اسی لئے ان

کے سامنے سونے چاندی کے خزانے ہوتے تھے اور وہ تہجد کی نماز پڑھ کر فرماتے تھے:

يَا صفراءُ يا بيضاءُ غُرّي غيري (اے سونا! اے چاندی! کسی اور کو دھوکا دے) یعنی میں تیرے دھوکے میں آنے والا نہیں ہوں۔

چنانچہ عوام الناس تو یہ سمجھتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کی بڑی کرامت یہ ہے کہ انہوں نے ایک جگہ پر دریا میں گھوڑے ڈال دیئے تھے اور ان کے گھوڑے سلامت نکل گئے تھے۔ لیکن اہل علم حضرات کے نزدیک صحابہ کرامؓ کی اس سے بڑی کرامت یہ ہے کہ جب فتوحات کا دور چلا اور فارس اور روم کے خزانے ان کے قدموں میں لا دیئے گئے سونے چاندی کے مال غنیمت کے ڈھیر ان کے سامنے لگ جاتے تھے ان کے دل پر کوئی اثر نہیں ہوتا تھا۔ ان کے سامنے دنیا کے دریا بہے وہ اس دریا میں سے اپنے ایمان کو سلامت لے کر نکل گئے۔ یہ ان کی سب سے بڑی کرامت ہے۔ آج ہمیں بھی دنیا کے سانپ کے منتر کو سیکھنے کی ضرورت ہے۔

دنیا کھیل تماشا ہے

اللہ رب العزت نے دنیا کو ایک کھیل تماشہ سے قرار دیا ہے۔ ارشاد فرماتے ہیں:

وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّ لَعِبٌ ط وَ اِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ (عنکبوت:۶۴)

[اور یہ دنیا کی زندگی نہیں مگر کھیل تماشا اور آخرت کی زندگی تو ہمیشہ رہنے والی ہے کاش یہ جان لیتے]

میرے دوستو جب اللہ تعالیٰ نے اسے کھیل تماشا کہہ دیا تو پھر ہمیں اس میں قطعاً دل کو نہیں لگانا چاہیے، لمبے منصوبے نہیں بنانے چاہئیں۔ اس لئے کہ کھیل تماشے ہمیشہ گھڑی دو گھڑی ہی ہوا کرتے ہیں پھر ختم ہو جایا کرتے ہیں۔ یہ دنیا بھی گھڑی دو گھڑی کا معاملہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قیامت کے دن کہیں گے:

مَا لَبِثُوْا غَيْرَ سَاعَةٍ (الروم:۵۵)

[وہ نہیں ٹھہرے مگر ایک گھڑی]

حتیٰ کہ کچھ تو یہاں تک کہیں گے

لَمْ يَلْبَثُوْا إِلَّا عَشِيَّةً أَوْ ضُحٰهَا (النّٰزعٰت:۴۶)

[وہ دنیا میں نہیں رہے مگر صبح کا تھوڑا سا وقت یا شام کا تھوڑا سا وقت]

سو سال کی زندگی بھی تھوڑی سی نظر آئے گی۔ گویا

"خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا"۔

حضرت نوح علیہ السلام کی عمر ایک ہزار سال سے زیادہ تھی۔ نو سو پچاس سال تو تبلیغ کی عمر تھی۔ پھر اس کے بعد عذاب آیا اور عذاب کے بعد بھی ساٹھ سال زندہ رہے۔ روایات میں آیا ہے کہ جب ان کی وفات ہوئی تو اللہ رب العزت نے ان سے پوچھا، اے میرے پیارے نبی! آپ نے دنیا کی زندگی کو کیسے پایا؟ انہوں نے جواب دیا، اے اللہ! مجھے یوں محسوس ہوا کہ ایک مکان کے دو دروازے تھے، میں ایک میں سے داخل ہوا اور دوسرے میں سے نکل آیا۔ تو جب ایک ہزار سال کی زندگی یوں نظر آئے گی تو پھر دنیا کی سو سالہ زندگی کا کیا بھروسہ ہے۔

میرے دوستو! کھیل تماشے میں لگے رہنا یہ کوئی سمجھدار لوگوں کا کام نہیں ہوتا یہ تو بیوقوفی کی دلیل ہوا کرتی ہے۔ اس لئے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حدیث میں فرمایا کہ میں اپنے بعد دو بڑے فتنوں کو چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ میری امت کے لئے یہ دو بڑے فتنے ہیں۔ ایک فرمایا کہ یہ دنیا کی محبت بہت بڑا فتنہ اور دوسرا فرمایا، عورتوں کی محبت مردوں کے لئے بہت بڑا فتنہ۔ اور آج دیکھئے جو غافل لوگ ہیں وہ تو عام طور پہ عورت ہی کی محبت میں گرفتار ہیں اور جو دیندار ہیں وہ بھی دنیا کی محبت میں گرفتار ہیں۔ آپ نے کبھی کسی کو دیکھا جو اس لئے بیٹھا رو رہا ہو کہ اے اللہ! میں اب تک دنیا سے محبت کرتا رہا میرے اس گناہ کو معاف فرما دے۔ ہم اس کو گناہ ہی نہیں سمجھتے۔ آخرت کی محبت ہو اور دنیا سے انسان کا دل کٹا ہو، یہ عقلمندی کی نشانی ہے۔

تو میرے دوستو! جب دنیا کی یہ حقیقت ہے تو پھر اس میں جی کو کیا لگانا؟ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے رب کو منالیں اور اس کے حضور پیش ہونے کیلئے اپنے آپ کو تیار کر لیں۔

زلزلے کی حکمت

یہ زلزلے آنے اس لئے ہیں کہ گناہگاروں کو ہلایا جائے اور غفلت میں پڑے ہوؤں کو جگایا جائے۔ جیسے سوئے ہوئے بندے کو ہم جھٹکا نہیں دیتے جگانے کے لئے، اسی طرح جو روحانی اعتبار سے غفلت کی نیند سوئے ہوئے ہوں، اللہ تعالیٰ ان کو بھی جگانے کے لئے جھٹکا دلواتے ہیں۔

یہ جو زمین کو ہلا دیا جاتا ہے، یہ تب ہوتا ہے جب بندوں کے دل ہلنے بند ہو جاتے ہیں۔ کیا مطلب؟ مطلب یہ کہ ایک تو ہوتی ہے جسم کے خون کی پمپنگ، وہ تو ہوتی رہتی ہے۔ ایک ہوتا ہے یادِ خدا سے دل کا ہلنا۔ تو یادِ خدا کی وجہ سے جب دل کا ہلنا بند ہو جاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کبھی کبھی زمین کو ہلاتے ہیں۔ ممکن ہے کہ میرے بندوں کے دل بھی اس سے ہل جائیں۔

چنانچہ ایک حدیث میں آیا ہے:

ان الارض زلزلت في عهد رسول الله ﷺ فوضع يده عليها ثم قال فانهم لم تك بعد ثم التفت الى اصحابه فقال ان ربكم ليستعتبكم فاستعتبوه

(نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے مبارک وقت میں، زمین میں ایک مرتبہ زلزلہ آیا۔ آپ نے اپنا ہاتھ زمین پر رکھا۔ پھر فرمایا کہ ٹھہر جا ابھی تیرا زلزلے کا حکم نہیں آیا۔ پھر صحابہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تمہارا رب چاہتا ہے کہ تم توبہ کرو۔ پس تمہیں چاہیے کہ تم اس سے توبہ کرو)

تو حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ زلزلہ آنے کا مقصد یہ ہے کہ بندے اللہ کی

طرف رجوع کرلیں تو پتا ئب ہو جائیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

أَوَلَا يَرَوْنَ أَنَّهُمْ يُفْتَنُونَ فِي كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوبُونَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُونَ. (التوبة: ۱۲۶)

[کیوں نہیں دیکھتے یہ لوگ کہ سال میں ایک مرتبہ یا دو مرتبہ ہم ان کو آزمائش میں ڈالتے ہیں پھر بھی توبہ نہیں کرتے اور پھر بھی نصیحت نہیں پکڑتے]

زلزلہ آئے تو کیا کریں

ذہن میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب زلزلہ آئے تو کیا کریں۔ علامہ ابن قیمؒ نے الجواب الکافی میں یہ بات لکھی کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جو خلیفہ عادل تھے، ان کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے ایک حکم نامہ لکھوایا اور جہاں تک بھی ان کی حکومت تھی، مختلف بڑے بڑے شہروں میں بھجوایا۔ اور اس میں انہوں نے فرمایا کہ دیکھو اگر کہیں تمہیں زلزلہ پیش آئے تو تم چار کام کرنا۔

سب سے پہلے اللہ رب العزت سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنا، استغفار کرنا۔ اللہ رب العزت کے سامنے اپنے قصوروں کا اعتراف کر لینا، اپنی غلطیوں کو مان لینا اور اللہ رب العزت کے سامنے سچی توبہ کر لینا، یہ پہلا کام کرنا۔

اور دوسرا کام فرمایا کہ تم انفرادی طور پر اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرنا، آہ وزاری کرنا، اپنے گھروں میں چاہو یا مساجد میں چاہو، انفرادی طور پر، اکیلے اکیلے میں۔

اور تیسری بات فرمائی کہ اگر تم چاہو تو اجتماعی طور پر بھی کھلے میدان میں نکل کر اپنے رب کو منانے کیلئے دعائیں کرنا۔

اور چوتھی بات کہی کہ تم اپنے مال کو اللہ کے راستے میں صدقہ کرنا، صدقہ آنے والی بلاؤں کو ٹال دیتا ہے۔

زلزلے کے وقت کھلی جگہ پر نکل جانا چاہیے

کئی لوگ یہ سوال پوچھتے ہیں جی کہ زلزلے کے وقت میں گھروں سے باہر چلے جانا، کھلی ہوا میں یہ توکل کے خلاف تو نہیں؟ تو علما نے لکھا ہے کہ یہ توکل کے خلاف نہیں ہے۔ حفاظت جان کی نیت سے کھلی فضا میں چلے جانا مستحب ہے۔ در مختار میں اس کے بارے میں لکھا ہے کہ لا یکرہ بل مستحبہ اس میں کوئی کراہت نہیں بلکہ یہ مستحب ہے۔

اس لئے کہ ایک جگہ ایک دیوار جھکی ہوئی تھی اور اللہ تعالیٰ کے نبی نے جب دیکھا کہ دیوار جھک گئی تو آپ وہاں سے جلدی سے ہٹ گئے۔ تو نبی علیہ السلام کے اس عمل سے یہ معلوم ہوا کہ جان کا ہمارے اوپر حق ہے، اگر ہمیں یہ پتہ چلے کہ یہاں جان کو خطرہ ہے تو وہاں سے ہٹ جانا مستحب ہے، اور یہ سنت ہے۔ تو اس لئے ایسے موقع پر حفاظتی امور کو اختیار کرنا چاہیے۔

ایک اور بات جو درمختار میں لکھی ہے کہ جب زلزلہ آئے صلی الناس لوگوں کو چاہیے کہ اپنے گھروں میں صلوٰۃ الحاجت پڑھیں، معافی مانگیں اللہ سے وان شاء دعوا ولم یصلوا اور اگر وہ چاہیں تو دعا مانگیں اگرچہ نماز نہ پڑھیں۔ یعنی زلزلے میں کئی لوگ دعائیں مانگنی شروع کر دیتے ہیں، تو فرمایا کہ اگر وہ فقط دعا مانگیں نماز نہ پڑھیں یہ بھی جائز ہے۔ والصلوۃ افضل لیکن نماز افضل ہے۔ کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے

اذا حزبہ امر فزع الی الصلوۃ (اخرجہ احمد)

نبی علیہ السلام پر جب کوئی کٹھن معاملہ پیش آتا تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جلدی سے نماز پڑھا کرتے تھے، نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے تھے۔ تو ہمیں بھی چاہیے کہ ایسی کیفیت میں اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگیں۔ کچھ لوگ اذانیں دینی شروع کر دیتے ہیں۔ علما نے لکھا ہے کہ زلزلے کی کیفیت میں اذان دینا کہیں سے ثابت

نہیں ہے۔ لہذا زلزلے کے وقت میں اذان نہیں دینی چاہیے۔

کونسی دعائیں مانگنی چاہئیں

اس وقت میں وہ دعائیں مانگیں جو قرآن مجید میں آئی ہیں۔ مختلف قوموں پر یا انبیاء پر جب حالات آئے یا آزمائشیں آئیں تو اس سے نجات کے لئے انہوں نے جو دعائیں مانگیں، وہ دعائیں مانگنی چاہئیں۔ چنانچہ ایک دعا ہے:

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ. (الاعراف: ۲۳)

[اے اللہ! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ اگر آپ ہمیں معاف نہ فرمائیں گے اور ہم پر رحم نہ کریں تو ہم خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔]

یہ دعا حضرت آدم علیہ السلام نے اس وقت مانگی جب انہوں نے بھول کر ایک ایسے درخت کا پھل کھالیا جس سے اللہ تعالیٰ نے انہیں منع فرمایا تھا۔ چنانچہ ان سے جنت کا لباس لے لیا گیا۔ اب یہ ایک آزمائش کا وقت تھا ان کیلئے انہوں نے اس وقت میں ان الفاظ کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کی اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف فرمادیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو جنت سے اس دنیا کے اندر بھیج دیا تھا۔ تو یہ آزمائش تھی ان کے لئے۔ اس آزمائش سے نکلنے کے لئے انہوں نے یہ دعا مانگی اور اللہ تعالیٰ نے بالآخر اس مصیبت اور آزمائش سے ان کو نجات عطا فرمادی۔

ایک اور دعا حضرت نوح علیہ السلام نے مانگی تھی۔

وَ اِلَّا تَغْفِرْ لِیْ وَ تَرْحَمْنِیْٓ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ○

[اے اللہ! اگر مجھے معاف نہیں فرمائیں گے اور رحم نہیں کریں گے تو میں خسارہ پانے والوں میں سے ہو جاؤں گا] (ھود: ۴۷)

اور تیسری دعا حضرت یونس علیہ السلام نے مانگی تھی مچھلی کے پیٹ میں، اور وہ دعا کیا تھی:

لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ○

(الانبیاء: ۸۷)

[نہیں کوئی معبود سوائے تیرے۔ تو پاک ہے، میں ہی ظالم ہوں]

تو جیسے اللہ تعالیٰ نے ان کو مچھلی کے پیٹ سے نجات عطا فرمادی تھی، ہم کو اللہ تعالیٰ حالات کے پیٹ میں سے نجات عطا فرمادیں گے۔ تو یہ دعا مانگنی چاہیے۔

بعض اشکالات کا جواب

عذاب ان ہی علاقوں میں کیوں؟

بعض لوگ کہتے ہیں کہ گناہ تو بڑے شہروں میں زیادہ ہیں تو پھر عذاب ان علاقوں میں کیوں آیا۔ یہاں تو سادہ لوگ رہتے ہیں دیندار لوگ رہتے ہیں۔ دوسرے شہر جہاں گناہوں کے مراکز زیادہ ہیں وہاں کیوں نہ عذاب آیا۔ اس طرح کے اور کئی سوالات ذہن میں آتے ہیں۔ میرے دوستو! اللہ تعالیٰ کی ذات بڑی جلیل القدر ہے۔ وہ علیم وخبیر ہے وہ علام الغیوب ہے۔ وہ جبار وقہار ہے۔ وہ ستار العیوب۔ اس کی حکمتیں ہوتی ہیں جنہیں کوئی نہیں جان سکتا۔ وہ اپنے بندوں سے بخوبی واقف ہے ہم نہیں جانتے وہ خوب جانتا ہے کہ گناہ کہاں زیادہ ہیں کہاں کم ہیں۔ وہ خوب جانتا ہے کس کو معاف کرنا ہے کس کو چھوڑنا ہے۔ اور یہ بھی سمجھ لیں کہ ہمارا جو میڈیا ہے اور ہمارا جو ٹی وی ہے اس نے برائیوں کو اور گناہوں کو اتنا پھیلا دیا ہے کہ اب دور ونزدیک کا سوال ختم ہو گیا ہے۔ اب شہروں دیہاتوں کا فرق ختم ہو گیا ہے۔ اور ویسے بھی جو کھاتے پیتے لوگ ہیں جو امراء وروساء ہیں وہ اپنی سیر وتفریح کیلئے ان ہی علاقوں کا رخ کیا کرتے ہیں۔ اور اپنی عیاشیوں کا سامان بھی ساتھ لے کر جاتے ہیں اب نہ جانے یہ کس کا وبال ہے یہ تو مالک حقیقی ہی بخوبی جانتے ہیں۔

ہمیں تو من حیث القوم اپنے گناہوں سے توبہ کرنی چاہیے۔ اپنے کرتوتوں پہ رونا چاہیے، گڑگڑانا چاہیے اللہ کو منانا چاہیے۔

بے گناہوں کا کیا قصور؟

کچھ لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات آتی ہے کہ جی بالغ لوگ تو گناہ کرتے ہیں، بچوں کا کیا قصور؟ تو بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ جب شر عام ہو جائے، جب فساد غالب آ جائے تو پھر جو عذاب آتا ہے سب اس میں لپیٹ دیے جاتے ہیں۔ اگر نیک بندے بھی اس جگہ پر ہوں گے تو وہ بھی اس عذاب میں لپیٹ دیے جائیں گے۔ دیکھنا تو یہ ہے کہ شر عام ہوا تو کسی نے روکا کیوں نہیں۔ نہ امر بالمعروف نہ نہی عن المنکر۔ اور جب خود حاکموں کی طرف سے ان کو آزاد زندگی گزارنے کی ترغیب دی جائے تو پھر یہ تو اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دعوت دینے والی بات ہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

> "جب لوگ معاشرے میں منکرات یعنی نافرمانی کے اعمال کو دیکھیں اور انہیں نہ روکیں۔ جب کسی ظالم کو ظلم کرتا ہوا دیکھیں اور اسے ہاتھ پکڑ کر نہ روکیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب سب پر آ جائے" (ابو داؤد)

عذاب میں معتوب کون ہوتا ہے؟

اور یہ بھی مسئلہ سمجھ لیں جب کہیں عذاب آتا ہے تو وہ سب کیلئے عذاب نہیں ہوتا۔ وہ گنہگاروں اور ظالموں کیلئے عذاب ہوتا ہے۔ وہ نیک لوگوں کیلئے بلندی درجات کا باعث ہوتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

> "جب کسی قوم میں اللہ کا عذاب آتا ہے تو نیک و بد سب اس کا شکار ہوتے ہیں، البتہ قیامت کے دن اپنی اپنی نیتوں کے مطابق اٹھائے جائیں گے" (صحیح بخاری)

امید ہے کہ مرنے والوں میں اکثر لوگ روزے کی حالت میں ہوں گے۔ رمضان المبارک میں مرنے والوں کا تو حساب ویسے ہی نہیں ہوتا۔ اور عین روزے کی حالت میں مرنا۔ اور پھر اچانک موت کو شہادت کا درجہ دیا جاتا ہے۔ اس لئے ہم اللہ تعالیٰ سے یہی امید رکھتے ہیں کہ وہ ان نیکوں کاروں اور روزہ داروں کو اچھی جزا دیں گے۔ سوائے ان بدبختوں کے جو رمضان المبارک جیسے مقدس مہینے میں بھی محروم القسمت رہے۔ اور ان کی شقاوت کی وجہ سے کتنے معصوم بچوں، بے گناہوں حتیٰ کہ جانوروں اور چوپایوں کو بھی یہ تکلیف اٹھانی پڑی۔ العیاذ باللہ منہ

ہم اسے عذاب ہی سمجھیں

یہ مت سمجھیں کہ ہم نے اس سانحہ کو عذاب ہی ڈکلیئر کر دیا ہے اور وہاں کے لوگوں کو ایک مغضوب قوم قرار دے دیا ہے۔ ہمارا کام تو قرآن و حدیث کی روشنی میں فقط آئینہ دیکھنا اور دکھانا ہے۔ حقیقت حال اللہ ہی خوب جانتے ہیں۔ ہماری عاجزی یہی ہے کہ ہم اپنے آپ کو گنہگار سمجھیں اس کو اللہ کا عذاب سمجھیں۔ اور اللہ کے غصے کو دور کرنے کیلئے اپنی وہ حالت بنائیں اور وہ کچھ کریں جو کوئی بھی بھاگا ہوا غلام جو پکڑا جائے تو وہ اپنے مالک کو منانے کیلئے کرتا ہے۔ یہ اب ہمارا کام ہے کہ ہم اس مالک کو منالیں۔

ہمیں مہلت دی گئی ہے

یہ بھی یہ مقام شکر ہے کہ ہماری تنبیہ کیلئے صرف ایک کونہ ہلایا گیا ہے، پورا ملک نہیں ہلا دیا۔ ہمیں توبہ کیلئے چھوڑ دیا ہے، مہلت دے دی ہے۔ اگر ہم اب بھی غافل ہی رہے تو ہم اس کی پکڑ سے بچ نہیں سکتے۔

اب ہم کیا کریں

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ ہمیں درج ذیل کام فوراً کرنا شروع کر دینے چاہئیں۔

(۱).....امر بالمعروف نہی عن المنکر شروع کر دیں

ہمیں چاہیے کہ ہم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا فوراً شروع کر دیں۔ یعنی نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے منع کرنا۔ اور اس کی ابتدا اپنے آپ سے، اپنے گھر سے کریں۔ آج گھر میں دس روپے کا بلب ٹوٹ جائے تو ماں بچے کو تھپڑ لگا دیتی ہے۔ اور وہی بیٹا اللہ کا حکم توڑ دیتا ہے تو ماں کو احساس تک بھی نہیں ہوتا۔ حکم خدا کی قیمت آج ہماری نظر میں دس روپے کے برابر بھی نہیں ہے۔ ایک روپے کی پیالی ٹوٹ جائے تو بچے کو ڈانٹ پڑتی ہے اور وہی بچہ نبی علیہ السلام کی سنت پر چھری چلائے تو اس بچے کو کوئی کچھ نہیں کہتا۔ محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کی قدر ہم ایک روپے کے برابر بھی نہیں کرتے۔ جب ہمارے حالات ایسے ہوں تو پھر سوچیے کہ ہمارے ساتھ یہ معاملات کیسے نہیں ہوں گے۔ یہ زلزلے اور عذاب آتے اس وقت ہیں جب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا عمل ختم ہو جاتا ہے۔ ترمذی شریف کی حدیث ہے حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

> خدا کی قسم تم امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ ضرور سرانجام دیتے رہنا ورنہ تم پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوگا۔ اور تم دعائیں کرو گے تو تمہاری دعائیں بھی قبول نہیں ہوں گی۔

اب اس کا طریقہ یہ ہے کہ ہم اپنے گھروں سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا عمل شروع کر دیں۔ یہ ہماری ذمہ داری ہے۔ یاد رکھنا کہ جس گھر کے مرد اپنی عورتوں کو نیکی کی تلقین نہیں کرتے، برائی سے منع نہیں کرتے، اس گھر کے مردوں میں

اور مُردوں میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ ہمیں اپنی ذمہ داری کا احساس کرنا چاہیے۔

ایک صاحب کہنے لگے کہ ہمارے ہمسائے کا والد فوت ہو گیا۔ میں نے اپنے بچوں کو سمجھایا کہ بچو! اب کم از کم چالیس دن تم نے گھر میں کوئی ٹی وی ڈرامہ وغیرہ نہ چلانا۔ کہنے لگے کہ بڑا پریشان ہوا کہ جب تیسرے دن اسی گھر سے ٹی وی کے ڈرامے کی آواز آ رہی تھی۔ جس جوان کا باپ فوت ہو جائے، وہ کندھے پر اس کی چارپائی اٹھائے، اپنے ہاتھوں سے اسے دفن کرے اور پھر وہ عبرت نہ پکڑے، اس انسان کو پھر خدا ہی جگائے تو وہ جاگے گا۔ حالت تو ہماری یہ ہو چکی ہے۔ اور یہ صورتحال تب پیدا ہوتی ہے جب امر بالمعروف نہی عن المنکر کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔

(۲) کلمہ استرجاع اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھیں

دوسرا یہ کہ جو مصیبت آ چکی اس کے اوپر اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھیں۔ اس کو استرجاع کہتے ہیں۔ یہ امت محمدیہ کی خصوصیت ہے۔ اگر یہ اِنَّا لِلّٰہ پہلی امتوں کو ملتا تو حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹے یوسف علیہ السلام کے لئے یہ نہ کہتے کہ یٰاَسَفٰی عَلٰی یُوْسُفَ۔ پھر وہ اِنَّا لِلّٰہ پڑھتے۔ تو یہ کلمہ اللہ رب العزت نے اس امت کو عطا کر دیا۔ تو جب بھی آپ کہیں افسوسناک خبر سنیں، پڑھیں کہ یہ نقصان ہو گیا، وہ نقصان ہو گیا تو کیا پڑھا کریں اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

حدیث مبارکہ میں آتا ہے۔ نبی علیہ السلام کے ہاں چراغ جل رہا تھا، ہوا آئی اور چراغ بجھ گیا۔ تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے کہا، اے اللہ کے نبی ﷺ! یہ تو کسی انسان کے فوت ہونے پر پڑھتے ہیں۔ فرمایا، عائشہ! یہ اس وقت پڑھتے ہیں جب مومن پر کوئی مصیبت آتی ہے۔ تو چراغ کا بجھ جانا بھی مومن کے لئے مصیبت ہے لہٰذا اس پر بھی پڑھیں گے تو اللہ رب العزت اجر عطا فرما دیں گے۔ تو جب تیل کا چراغ بجھنے پر اجر مل جاتا ہے تو جہاں عزیز و اقارب کی زندگیوں کے چراغ بجھ گئے وہاں اگر کوئی یہ

پڑھے گا تو پھر اسے اجر کیوں نہیں ملے گا۔ تو ایک یہ عمل بھی کرنا چاہیے۔

(۳)...... مصیبت زدگان کی مدد کریں

ہمیں یہ چاہیے کہ جن ہمارے بھائیوں پر یہ مصیبت آچکی ہے ان کی مدد کریں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمام مسلمان ایک جسم کی مانند ہیں جب کسی ایک حصے پر تکلیف ہوتی ہے تو دوسرا بھی اس تکلیف کو محسوس کرتا ہے۔ یہ سمجھیں کہ یہ مصیبت ان پر نہیں آئی ہمارے اوپر آئی ہے۔

میرے دوستو! آج ان شہروں میں جا کر دیکھئے جہاں اخبار کے مطابق اسی نوے فیصد گھر زمین بوس ہو چکے، آج وہاں پر کیا حالت ہے؟ معصوم بچے کراہ رہے ہیں، عورتیں جو پاکدامن ہیں کبھی بے پردہ باہر نہیں نکلی تھیں وہ اپنے گھروں سے نکل کر کھلی فضا میں بیٹھی ہوئی ہیں۔ جو زخمی ہیں، کسی کا ہاتھ نہیں ہے، کسی کا بازو نہیں ہے اور کسی کی ٹانگ نہیں ہے، آج ان کے زخموں پر پٹی باندھنے والا کوئی نہیں۔ کتنے ہی غمزدہ والدین ہیں جن کے پھول جیسے بچے زلزلے کی نذر ہو گئے۔ کتنے بچے ایسے ہیں جو اپنے والدین کی شفقت ومحبت سے محروم ہو گئے۔ مویشی بھوکے پیاسے ہیں، فصلیں اجڑ گئی ہیں، اپنے ان بھائیوں کا غم کریں۔ آخر وہ بھی تو کلمہ گو ہیں۔ جو سخت سردی میں کھلے آسمان تلے اپنے شب وروز گزارنے پر مجبور ہو گئے۔ پتہ نہیں کسی کو کچھ کھانے کو ملا یا نہ ملا، سونے کا موقع ملا یا نہ ملا۔

ہماری ایک بچی جو کہ دارالعلوم اسلام آباد میں پڑھتی تھی، اطلاع آئی کہ اس بچی کے ماں باپ، بہن بھائی جتنے تھے، گھر کی چھت گرنے سے سب کے سب فوت ہو گئے۔ پورے گھرانے میں وہ ایک بچی بچی ہے۔ سوچئے، اس کا کیا عالم ہوگا۔ ہمارے ایک دوست ہیں عالم ہیں ان تین سو قریبی عزیز رشتہ دار اس سانحہ میں جان بحق ہو گئے۔ آپ اندازہ کریں کہ ان کے دل پر کیا بیت رہی ہوگی۔ کل ایک جگہ سے فون آیا، اس نے کہا کہ حضرت! میں اپنے شہر کو دیکھتا ہوں ۸۰ فیصد مکان مجھے گرے

ہوئے نظر آتے ہیں اور لوگ گھروں سے نکل کر باہر کھیتوں میں آ کر بیٹھ گئے ہیں۔ مگر آسمان سے پہلے بارش شروع ہوگئی اور پھر ژالہ باری ہونی شروع ہوگئی۔ کہنے لگا اس وقت میں فون کر رہا ہوں اور میرے سر پر برف کے اتنے اتنے بڑے ٹکڑے پڑ رہے ہیں، ہمیں تو زمین بھی قبول نہیں کر رہی۔

میرے دوستو! ان کے دکھ درد کو بٹانا ہماری ذمہ داری ہے۔ جان سے بھی ان کی مدد کریں اور مال سے بھی کریں۔ اگر اس ذمہ داری کو ہم نے پورا نہ کیا تو ہمارے اوپر اس سے بھی بڑا عذاب آ سکتا ہے۔ یہ پوری قوم کی کوتاہیاں ہیں جس کا یہ وبال ہے۔ تو مشکل وقت میں ان کا سہارا بن جانا اور مصیبت زدوں کے دکھ کو بانٹ لینا چاہیے، ہو سکتا ہے یہی عمل ہمارے گناہوں کا کفارہ بن جائے اور اللہ تعالیٰ کے جلال کو جمال میں بدل دے۔

(۴)..... سچے دل سے توبہ کریں

چوتھا اور سب سے ضروری کرنے کا کام کثرت استغفار ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ کے آگے روئیں، گڑگڑائیں اور اپنے تمام گناہوں سے سچی اور پکی توبہ کریں۔ کیونکہ اللہ کے عذاب سے بچنے کا یہ واحد نسخہ ہے جو اب ہمارے پاس باقی ہے۔ کیونکہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَ مَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَہُمْ وَ اَنْتَ فِیْہِمْ وَ مَا کَانَ اللّٰہُ مُعَذِّبَہُمْ وَ ھُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ ○ (الانفال ۳۳)

[اللہ انہیں عذاب نہیں دے گا جب تک کہ آپ ان میں موجود ہیں اور عذاب نہیں دے گا جب کہ وہ استغفار کرتے ہوں]

اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ سے گویا یہ وعدہ فرما لیا کہ اللہ تعالیٰ اس امت کو عذاب نہیں دے گا جب تک نبی علیہ السلام کی ذات ان میں موجود ہے یا جب تک کہ وہ استغفار کرتے رہیں گے۔ اب حضور نبی کریم ﷺ تو ہمارے درمیان

موجود نہیں ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچنے کا ایک ہی طریقہ باقی ہے۔ وہ ہے استغفار۔ اگر ہم استغفار کثرت سے کرتے رہیں تو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ جائیں گے۔ اس لئے میرے دوستو! اب اللہ سے توبہ کرلیں اللہ کو منالیں۔ بس اب بہت ہوچکا ہم نے بہت نافرمانیاں کرلیں بہت غفلت اختیار کیے رکھی اب اللہ کے در پر آجائیں اور اللہ کو منالیں۔

لوگو! ہمیں جگانے کے لئے اللہ نے یہ معاملہ کیا ہے، کاش کہ ہم اب جاگ جاتے اور اللہ کے گھر میں آکر بیٹھے ہوئے یہ عہد کرلیتے کہ اے اللہ! آج تک جتنے بھی گناہ کئے، میرے مولا! سچی توبہ کرتے ہیں۔ اب ہمیں توبہ کے ساتھ واپس لوٹنا دیجئے، ایسا نہ ہو کہ ہم ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکال کر اپنے گھروں کو واپس چلے جائیں اور پروردگار عالم یہ کہیں کہ تمہیں نصیحت کرنے والے نے نصیحت تو کردی تھی تمہارے کان پر جوں تک بھی نہ رینگی۔ اچھا اگر دوسرے شہروں میں یہ کچھ ہوسکتا ہے تو پھر فلاں جگہ پر کیوں نہیں ہوسکتا۔ اللہ کے عذاب سے ڈر جائیں، اللہ کی قدرت سے ڈر جائیں۔ میرے دوستو! ہم اپنی اوقات کو پہچانیں۔ ہم نے بہت بھاگ بھاگ کے گناہ کر لئے۔ اپنے رب سے معافی مانگ لیجئے۔

آج ہماری حالت

اور حقیقت تو یہ ہے کہ آج ہماری حالت ایسی ہے کہ دلوں کے اندر نفرتیں اور عداوتیں بھری ہوئی ہیں۔ حسد نے ہمارے دلوں میں کسی اور چیز کے لئے جگہ ہی نہیں چھوڑی۔ اللہ تعالیٰ کے حکموں سے کھلم کھلا بغاوت ہورہی ہے۔ نفس پرستی، تن پرستی، زر پرستی، شہوت پرستی، جاہ پرستی، یہ اتنی عام ہوگئی ہے کہ لگتا ہے خدا کی پرستش کی بجائے ہم کسی بت پرستی میں لگے ہوئے ہیں۔ آج جس جوان کی آنکھوں کو دیکھو، گلی میں گزرتے ہوئے کوئی بھی عورت ہو پردے دار ہو یا بغیر پردے کے، اسکی للچائی ہوئی نگاہیں اٹھ رہی ہوتی ہیں کہ جیسے اس کے دماغ میں گناہ کے سوا اس وقت کوئی دوسرا خیال ہی موجود نہیں ہے۔ جب نگاہیں پاک نہ رہیں، دل پاک نہ رہے، سوچ

پاک بندے ہیں، کھڑے نماز میں ہوں اور الٹے سیدھے خیالات اس حالت میں بھی آ رہے ہوں۔ جب انسان انسان کو کھا جانے کے لئے تیار بیٹھا ہو۔ بس نہیں چلتا کہ کریں کیا، ورنہ تو اتنا حسد ہوتا ہے کہ دل چاہتا ہے کہ نگاہوں سے ہی کسی کو گرا ڈالیں۔ اگر ان کے بس میں ہوتا کہ نگاہوں سے کسی کی جان نکال لیں تو یہ بھی نکال لیتے۔ جب دلوں کے اندر بغض وعداوت کا یہ عالم ہو کہ انسان حصول اقتدار کے لئے انصاف کو ایک کونے میں لگا دے، ہر حالت میں اقتدار حاصل کرنا چاہے۔ غریبوں کے حقوق پامال ہو رہے ہوں، اس وقت لوگوں کے دلوں کو دُکھایا جا رہا ہو تو پھر ایسے حالات میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آ جائیں، یہ کوئی اتنی بڑی بات نہیں ہے۔ یہی ہمارے ہی عملوں کا نتیجہ ہے۔

اللہ کے آگے اپنا سر جھکا دیں

حیرت ہوتی ہے کہ کئی لوگ اس قسم کی بات سوچتے ہیں کہ آخر ہمارا قصور کیا تھا کہ ہمارے اوپر یہ آفت آئی۔ ہمارا یہ حق بنتا ہے کہ اس معاملے میں ہم اللہ تعالیٰ پر اعتراض کر کے ایمان گنوانے کی بجائے، اللہ کی مرضی کے آگے اپنے سر جھکا دیں ...... اور جس نے اللہ پر اعتراض کیا اس نے اپنے ایمان کو گنوا دیا۔ تو ایمان گنوانے کی بجائے سر کو جھکائیں۔ یہ جو گردن میں سریے پڑ گئے ہیں نا، گردن جھکتی ہی نہیں ہے، کہتے ہیں:

"ہمارے ساتھ وہ آئے جو سر اٹھا کے چلے"

حالت دیکھو کہ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں میرے بندے سر جھکا کے چلیں

يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا (الفرقان: ٦٣)

اور یہ کہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ وہ آئے جو سر اٹھا کے چلے۔ جو سر اٹھاتا ہے پھر اللہ تعالیٰ آخر اس کا سر جھکاتے ہیں۔ اس لئے یہ حالات جو ہیں یہ ہمارے گناہوں کا وبال ہیں، اگر ہم سچی توبہ کر لیں گے تو آئندہ جو کچھ آنے کی توقع ہے، اللہ تعالیٰ اس کو

روک لیں گے اور اگر ہم اپنی غلطی کو نہیں مانیں گے تو ہو سکتا ہے اس سے بھی بڑی مصیبت کا سامنا کرنا پڑ جائے۔ اس لئے کہ جب کوئی ایک تھپڑ کھا کر بھی نہ ... نے تو پھر مارنے والا دو تھپڑ لگاتا ہے..... الامان والحفیظ۔ بجائے اس کے کہ اور مصیبت میں پڑیں، ہم اپنے رب سے صلح کر لیں۔ ہم اپنی اوقات کو پہچان لیں۔ اپنے رب کو منانے کی کوشش کریں۔ آہ وزاری کے ذریعے سے، فریاد کے ذریعے سے، اپنے گناہوں کے اقرار کے ذریعے سے۔ رب کریم وہ ذات ہے کہ جب اس کے بندے اس کے در پر آ کر روتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی غلطیوں کو معاف کر دیتے ہیں۔ وہ پروردگار معاف کر کے خوش ہو جاتا ہے۔

اب توبہ کر لیں

تو میرے دوستو! آج ہم اگر اس کا احساس نہیں کریں گے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم بھی پکڑ لئے جائیں۔ اللہ رب العزت بڑے عظیم ہیں، بندوں کو جگاتے ہیں، جب بندے نہیں جاگتے پھر اللہ رب العزت کا غضب بھڑکتا ہے، اب اس لئے ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ رب العزت سے گناہوں کی معافی کی دعا مانگیں

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَّسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ○ (البقرة: ۲۸۶)

[یا اللہ ہم سے کوئی بھول چوک ہو جائے تو ہم سے مؤاخذہ نہ کیجئے۔ اے ہمارے رب ہم پر ایسا بھاری بوجھ نہ ڈال جیسے آپ نے پہلے والوں پر ڈالا۔ اور اے رب ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈال جس کی ہمیں طاقت نہ ہو۔ ہمیں معاف فرما دے اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما۔ تو ہی ہمارا مولا ہے۔ پس کافروں کے مقابلے میں ہماری مدد فرما]

پروردگار! غلطیاں تو ہم نے بڑی غلطیاں کر لیں کوتاہیاں تو بڑی کر لیں، کیا پتہ ہمارے گناہوں کا وبال ہوگا جس کی وجہ سے ہمارے بھائیوں کو یہ سب کچھ بھگتنا پڑا، نیک لوگوں کو یہ سب کچھ بھگتنا پڑا۔ کیا ہم آج اللہ کے حضور توبہ کر کے نہیں جا سکتے۔ اللہ کے گھر میں آ کے بیٹھے ہیں اپنے رب سے صلح کر لیجئے، اپنے رب کو منا لیجئے، ایسا نہ ہو کفر ہنسی اڑائے کہ ان مسلمانوں کو ہم نے تو چھوڑ ہی دیا تھا اور راندہ درگاہ بنا دیا تھا، آج ان کو ان کے خدا نے بھی چھوڑ دیا، کیا بنے گا ہمارا۔

نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے ہم
خدا ہی ملا نہ وصال صنم

کچھ تو ہم کر لیں۔ اپنے رب کے در پہ آئے بیٹھے ہیں۔ اپنے رب کی چوکھٹ کو آج پکڑ لیں، اپنے گناہوں سے پکی توبہ کر کے، اپنے رب کو منا کے اٹھیں۔ میرے مولا! اس امت کے لئے جس کے لئے آپ کے محبوب ﷺ راتوں کو روتے تھے، آپ سے دعائیں مانگتے تھے، اب رونے والے دنیا سے چلے گئے ہیں، اب ہنسی اڑانے والے باقی رہ گئے۔ میرے مولا! مہربانی فرما دیجئے اور اس امت سے اپنے عذاب کو ہٹا لیجئے اور اس امت کو عزت رفتہ عطا فرما دیجئے۔ اور اے اللہ! ہمارے اس ملک کی حفاظت فرمائیے۔ آپ نے ہمیں آزادی کی جو نعمت عطا فرمائی ہے اللہ! اس نعمت کو ہم سے واپس نہ لیجئے اور ہمیں کافروں اور فاسقوں کے سامنے رسوا نہ کیجئے۔

اے رب کریم! مہربانی فرما دیجئے، آج وہ وقت ہے کہ

خلق کے راندے ہوئے دنیا کے ٹھکرائے ہوئے
آئے ہیں اب تیرے در پر ہاتھ پھیلائے ہوئے
حق پرستوں کی اگر کی تو نے دلجوئی نہیں
طعنہ دیں گے بت کہ مسلم کا خدا کوئی نہیں
رحم کر اپنے نہ آئین کرم کو بھول جا
ہم تجھے بھولے ہیں لیکن تو نہ ہم کو بھول جا

خوار ہیں بدکار ہیں ڈوبے ہوئے ذلت میں ہیں
جو بھی ہیں آقا تیرے محبوب کی امت میں ہیں

اے پروردگار عالم! آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام، ہارون علیہ السلام کو فرعون کی طرف بھیجا تھا اور ان کو فرمایا تھا کہ ذرا جانا اس کے پاس

فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا (طٰهٰ: ۴۴)

فرعون کے ساتھ تم جا کر نرم گفتگو کرنا، اللہ! جو انا ربکم الاعلیٰ کہہ کر خدائی کا دعویٰ کرتا تھا، آپ اس سے بھی نرم معاملہ کرنے کی ہدایت کر رہے ہیں۔ ہم تو آپ کے وہ بندے ہیں جو سجدے میں سر رکھ کے سبحان ربی الاعلیٰ پڑھتے ہیں، میرے مولا اپنے ان بندوں کے ساتھ رحمت کا معاملہ فرما دیجئے۔ ہم اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہیں، مگر میرے مولا! آج ہم جاگے ہیں ہمیں آئندہ کیلئے جگا دیجئے۔ اپنے محبوب کی سنتوں کا عاشق بنا دیجئے۔ اپنی محبت ہمارے دلوں میں بھر دیجئے اور کمینی دنیا کی محبتیں دلوں سے نکال کر ہمیں آئندہ سچی اور پکی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرما دیجئے۔ اے اللہ! ہم آپ کے چند بندے جو آج آپ کے گھر میں اس وقت حاضر ہیں، اپنے سب بھائیوں کی نمائندگی کرتے ہوئے آج سچی توبہ کر رہے ہیں، میرے مولا، مہربانی فرمایئے گا اور ہماری ان دعاؤں کو اپنی رحمت سے قبول کیجئے۔ اور اے اللہ! اگر آپ نے بھی ہمیں دھتکار دیا تو ہمارے لئے دنیا میں کوئی اور در نہیں۔ اللہ! کوئی مندر سے نکل کر جہنم میں چلا جائے اس پر کوئی حسرت نہیں، حسرت تو اس مسلمان پہ ہے، جو مسجد میں آیا مگر توبہ قبول نہ ہوئی اور مسجد سے نکل کر پھر جہنم میں پھینک دیا گیا۔ میرے مولا! اب اپنے گھر سے نکال کے جہنم میں نہ ڈالنا بلکہ آج ہمارے لئے بخشش کے فیصلے کر دینا۔ جب اس طرح سے ہم سچی توبہ کریں گے رب کریم کی رحمت جوش میں آئے گی اور اللہ تعالیٰ اس ملک پر، اس امت پر اپنی خصوصی رحمتیں عطا فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس توبہ کو قبول فرمالے آمین

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین o